Shoaib Ikram Hayati,Moradabadi
حقیقتِ رفعِ یدین
مع
تحقیق جزء رفع الیدین للإمام البخاری علیہ الرحمۃ اللہ
حسبِ ایماء
حضرت اقدس مفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم
(استاذ تفسیر وحدیث ونگراں شعبۂ تحفظ سنت دار العلوم دیوبند)
از
محمد ذکی اللہ ابن مولانا محی الدین صاحب مفتاحی
(متعلّم شعبۂ تحفظ سنت دار العلوم دیوبند)
نظر ثانی
مولوی فضیل احمد بلرام پوری
(متعلّم شعبۂ تحفظ سنت دار العلوم دیوبند)
مکتبہ سعد اللہ امر گڑھ
تحصیل مالیر کوٹلہ (پنجاب)
Shoaib Ikram Hayati,Moradabadi

Deoband Defender

Presentative By Tahaffuz-E-Sunnat
Moradabad

Shoaib Ikram Hayati Hanfi,Moradabadi

حقیقتِ رفعِ یدین

مع

تحقیقِ جزءِ رفع الیدین للإمام البخاریؒ

حسب ایماء

حضرت اقدس مفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم

(استاذ تفسیر وحدیث ونگراں شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند)

از:

محمد ذکی اللہ ابن مولانا محی الدین صاحب مفتاحی

(متعلم شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند)

نظر ثانی

مولوی فضیل احمد بلرام پوری

(متعلم شعبۂ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند)

ناشر:

مکتبہ سعد اللہ امر گڑھ تحصیل مالیر کوٹلہ (پنجاب)

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

JAMA MASJID, DEOBAND, Mob. 09358911053

تفصیلات

نام کتاب : حقیقت رفع یدین مع تحقیق جزء رفع یدین للامام البخاریؒ

حسب ایماء : حضرت اقدس مفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم
(استاذ تفسیر وحدیث ونگراں شعبۂ تحفظ سنت دار العلوم دیوبند)

مؤلف : محمد ذکی اللہ ابن مولانا محی الدین صاحب مفتاحی
(متعلم دار العلوم دیوبند)

نظر ثانی : مولوی فضیل احمد بلرامپوری (متعلم شعبۂ تحفظ سنت دار العلوم دیوبند)

سن اشاعت : 2017

صفحات : 64

قیمت :

باہتمام : مولانا محی الدین صاحب مفتاحی، مفتی افروز عالم صاحب

ناشر:

مکتبہ سعد اللہ امر گڑھ تحصیل مالیر کوٹلہ (پنجاب)

ملنے کا پتہ:

کمرہ نمبر ۱۳ ر شیخ الہند (اعظمی منزل) دار العلوم دیوبند

فہرست عناوین

انتساب

راقم اثیم اس ناچیز تالیف کا انتساب ایسی شخصیت کی طرف کر رہا ہے جس کو مبدأ فیاض نے ذہن ثاقب طبیعت غیور اور بے مثل قوت حافظہ عطا فرما کر علم وعمل کا بحر بے کراں بنایا تھا، وہ غازی بھی تھا، مجاہد بھی، میدان سیاست کا شہسوار بھی؛ اور منبع علوم ومعرفت بھی، وہ جب مسند حدیث پر بیٹھتا تو اس سے بڑا کوئی محدث نظر نہ آتا، وہ فرنگی سامراج کے خلاف علم حریت لے کر اٹھا تو مالٹا کے زندان خانوں کی صعوبتیں بھی اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکیں، اس کی ایک للکار پر فرنگی سامراج کانپ اٹھتا تھا، اس نے اپنے پاکیزہ اور مطہر بدن پر ظلم وتشدد کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھے مگر پھر بھی اس کے پائے استقلال میں فرق نہ آیا، جب وہ اپنے حلقۂ درس میں بیٹھا تو امام الاولیاء زبدة الاتقیاء شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جیسا بحر العلوم اس کے حلقہ درس میں دوزانو بیٹھا نظر آیا، مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسا تصوف وتصنیف کا امام بھی اس کا تلمیذ رشید ہونے پر فخر کرتا ہوا نظر آیا، محدث العصر حافظ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیریؒ جیسا محدث بھی اس کے گلستانِ درس کا گلِ بے بہا نظر آیا، اس کے درس حدیث کی خوشبوئیں آج بھی تشنگانِ علوم نبوی کے لیے آبِ حیات بنی ہوئی ہیں، آج بھی وقت کا محدث جب حدیث پڑھاتا ہوا اس کے علوم کا تذکرہ نہ کرے تو درس حدیث ادھورا معلوم ہوتا ہے اس لیے احقر اپنی اس حقیر تالیف کا "انتساب" اسی فخر المحدثین رئیس الاتقیاء حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی نور اللہ مرقدہ کے نام کرتا ہوا اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

تائیدی و تشجیعی کلمات

(حضرت اقدس) مفتی محمد راشد صاحب اعظمی (استاذ حدیث دار العلوم دیوبند)

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فروعی مسائل میں اختلاف امت میں ابتداء ہی سے چلتا رہا ہے اور یہ اسلام کے دین سہل ہونے کے منافی بھی نہیں۔ بلکہ اس کی گنجائش بھی دین کی سہولتوں کا ایک حصہ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ کا سینہ اِن اختلافات کے لئے کھلا رہتا تھا، وہ اسے استنباطِ احکام کے طریقوں کے اختلاف کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے تھے، وہ سمجھتے تھے کہ اسلام کا دامنِ وسیع اِن سب اختلافات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

اور کچھ عرصہ سے بعض طبقوں نے دین اسلام کی اِن وسعتوں میں تنگی اور تنگ نظری شروع کردی ہے اور اِن فروعی اختلافات کو ایک مسئلہ بنالیا۔ اُن پر حق و باطل کا حکم لگانا شروع کردیا، اُن کے اس غلط نظریات کی تردید کے لئے علماء کرام قلم اٹھانے پر مجبور ہوئے اور یہ بات ثابت کی گئی کہ جن کو تم باطل سمجھتے ہو اُن کے ساتھ دلائل و براہین کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ تمہارے باطل قرار دیے گئے مسائل کتاب وسنت کے معیار پر تمہارے حق قرار دیے گئے مسائل سے زیادہ کھرے ثابت ہوتے ہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ دار العلوم دیوبند کے شعبۂ تحفظ سنت کے ایک ہونہار طالب علم عزیزم مولوی ذکی اللہ سلمہٗ فارغ دار العلوم دیوبند نے رفع یدین کے موضوع پر قلم اٹھا کر اِس مسئلہ کی ترجیح کتاب وسنت کی روشنی میں ثابت کی ہے۔ اُن کے اِس رسالے کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے امام بخاریؒ کے معرکۃ الآراء رسالہ ”جزء رفع یدین“ کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کر کے ثابت کیا کہ امام بخاریؒ نے اِس رسالے میں آج کل کے غیر مقلدین کے مخصوص رفع یدین ہی کو نہیں بلکہ عمومیت کے ساتھ رفع یدین کی تمام روایتوں کو جمع کردیا ہے۔ جس سے کسی ایک مخصوص نظریہ کی تائید نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کی اِس محنت کو قبول اور مفید بنائے۔

(حضرت اقدس) مفتی محمد راشد صاحب اعظمی
(استاذ حدیث دار العلوم دیوبند)
۱۳ر ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ

باسمہ تعالیٰ

دعائیہ کلمات

مفتی افروز عالم قاسمی

(امام مسجد امر گڑھ و مہتمم مدرسہ عربیہ سراج العلوم محمدیہ)

باگڑیاں تحصیل مالیر کوٹلہ ضلع سنگرور (پنجاب)

الحمد للّٰہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پناہ احسان ہے کہ اس نے مادر علمی دار العلوم دیوبند کے طیب وطاہر ماحول میں برادرِ محترم مولانا ذکی اللہ صاحب قاسمی کو "رفع یدین" جیسے اہم موضوع پر قرآن وحدیث کی روشنی میں فاضلانہ بحث کی عظیم سعادت بخشی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ناچیز نے مؤلف محترم کے حسب فرمان پوری کتاب کا مطالعہ کیا، بلا ریب تالیف کو اپنی نوعیت میں جامعیت ودلائل کے اعتبار سے گرانقدر پایا جو قرآن وحدیث کے روشن دلائل سے جگمگا رہا ہے۔ انداز بیاں عام فہم، زبان سلیس، ترتیب دلکش اور ماخذ مستند ہیں، یوں تو علماء کرام نے ہر دور میں اس موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں لیکن ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو استدلال ذوق رکھنے والوں کے لئے باعث اطمینان وتشفی بخش ہو۔

دعا ہے کہ انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا بہترین جزاء عطا فرمائے، اور اس کتاب کو شرف قبولیت سے نواز کر اس کے نفع کو عام وتام فرمائے۔ والسلام

مفتی محمد افروز عالم صاحب قاسمی
امام مسجد امر گڑھ و مہتمم مدرسہ عربیہ سراج العلوم محمدیہ
باگڑیاں تحصیل مالیر کوٹلہ ضلع سنگرور (پنجاب)

آوازِ دل

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

کچھ نہ کچھ لکھتے رہو وقت کے صفحات پر
نسل نو سے اک یہی تو رابطے رہ جائیں گے

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ فتنے تو ہر زمانے میں آئے ہیں لیکن عصر حاضر میں ایک ایسا گروہ معرضِ وجود میں آگیا ہے جن کے یہاں سنت کا ایک خود ساختہ معیار ہے کہ جو کام وہ خود کریں اسے سنت کا عنوان دیتے ہیں اور ہر اس کام کو خلاف سنت گردانتے ہیں جو ان کی مزعومہ سنت کے موافق نہ ہو چاہے اس پر جمہور اہل اسلام عمل پیرا ہوں اور احادیث رسول سے اس کی تائید وتصویب بھی ہوتی ہو۔

اس گروہ کے مذہبی افکار کا خلاصہ نماز کے چند اختلافی مسائل کو ہوا دینا ہے، یہ لوگ کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو ورغلاتے ہیں کہ ان کی نمازیں سنت کے خلاف ہیں، ان کا نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں۔

انشاء اللہ اس رسالہ کہ مطالعہ سے عام مسلمانوں کے ذہن میں جو رفع یدین کے تعلق سے شکوک وشبہات پیدا کردیے گئے ہیں وہ دور ہوں گے، علاوہ ازیں ایک اہم ترین فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ان دلائل سے واقف ہوجانے کے بعد یہ یقین مزید پختہ ہوجائے گا کہ ہماری نمازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہیں، یقین کی اس پختگی سے نماز میں خشوع وخضوع کا اضافہ لازمی ہے اور خضوع وخشوع ہی نماز کی روح ہے۔

الحمد للہ ایشیاء کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم دیوبند کے فضلاء کرام نے ہر زمانے میں اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی کی ہے اور حق کے پرچم کو فضاء میں لہرا کر اپنے فرض منصبی کو پورا کیا ہے، جس کی حقیقت کا معترف ہوکر شاعر بھی یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے

انھی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انھی کے اتقا پر ناز کرتی ہے مسلمانی

اسی دار العلوم دیوبند کا ایک متحرک وفعال شعبہ "تحفظ سنت" اپنی تاسیس کے روزِ اول سے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے، جس سے طلبۂ دار العلوم منسلک ہوکر حق

کے اظہار کا طریقہ اور باطل کو مسکت و دندانِ شکن جواب دینے کا ملکہ پیدا کر رہے ہیں۔

بندۂ اثیم نے بھی اس حسین موقع کو غنیمت باردہ سمجھتے ہوئے شعبۂ ہذا سے منسلک ہو کر کچھ لکھنے کا سلیقہ سیکھا۔

قارئین کرام! درحقیقت یہ رسالہ میرے کرم فرما مشفق و مربی، فاتح آسام حضرت اقدس مفتی محمد راشد صاحب اعظمی استاذ تفسیر و حدیث دار العلوم دیوبند (متعنا الله بطول حیاته) کی بے پناہ کوششوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں اور اول وہلہ میں مسودہ پر نظر ثانی فرما کر میرے حوصلے کو چار چاند لگایا۔

اور بڑی ناسپاسی ہوگی اگر والد محترم (مولانا محی الدین مفتاحی) کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنہوں نے میری تعلیم کے ساتھ ساتھ اس رسالہ کو منظر عام پر لانے میں انتھک محنت کی ہے، اسی طرح محترم مفتی افروز عالم قاسمی مدرس مدرسہ عربیہ سراج العلوم محمدیہ باگڑیا، سنگرور (پنجاب) کا جنہوں ہر موڑ پر مفید مشوروں سے نوازا اسی طرح مولوی فضیل احمد بلرامپوری کا جنہوں نے بنظر غائر تصحیح کا کام انجام دیا، اسی طرح محمد رضاء اللہ سلمہ کا۔

اخیر میں ان تمام محبین و مخلصین کا قلب صمیم سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس رسالہ کو منظر عام پر لانے میں اپنا تعاون کیا ہے۔ نیز دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو نعم البدل عطا فرمائے۔

گزارش

رسالہ میں غلطی کے امکان و وقوع سے انکار نہیں، اگر کوئی صاحب نشاندہی کریں گے تو شکریہ کے ساتھ اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔ رب رحیم و کریم اپنے لطف و کرم سے جو لغزشیں ہوئیں ہیں انہیں معاف فرمائے۔

طالب دعاء
محمد ذکی اللہ ابن مولانا محی الدین مفتاحی
متعلم شعبۂ تحفظ سنت و شریک شعبۂ مناظرہ دار العلوم دیوبند
۲۴/۴/۱۴۳۸ھ
8881439824

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ابتداء اسلام میں جو فرقے پیدا ہوئے ان میں خوارج اپنے غلط افکار و اعمال اور موقف میں تعصب کے ساتھ دوسرے مواقف کے تئیں تشدد اختیار کرنے میں بہت مشہور ہیں۔ یہ فرقہ نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کو غلط معنی پہناتا تھا، اور صحیح موقف رکھنے والوں کے خلاف زبان و ہاتھ سے جارحیت اختیار کرنے کو جائز ہی نہیں؛ بلکہ ضروری سمجھتا تھا۔ ماضی قریب سے غیر مقلدین نے جو رویہ اختیار کیا ہے وہ خوارج سے بہت زیادہ مشابہ ہے اور اندیشہ ہے کہ اگر اس جماعت کا احتساب نہ کیا گیا؛ تو یہ فرقہ اپنی غلطیوں میں حدود سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے طبقہ کو بھی اور امت مسلمہ کو زبردست نقصان میں مبتلا کر دے گا۔

ان کی غلطیوں کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے؛ کہ جن فروعی مسائل میں ایک سے زائد طریقے ثابت بالسُّنۃ ہیں ان میں سے ایک کو متعین کر کے دوسرے کے بارے میں زیغ و ضلال، فسق و بدعت اور بسا اوقات کفر و شرک تک کا انتساب کرنے کی جسارت کرتے ہیں، جب کہ فروعی مسائل میں اہل حق کا موقف یہ ہے: کہ صحابہ و تابعین اور ائمہ دین کے اختیار کردہ تمام مذاہب حق ہیں، ان میں سے ایک کو واجب قرار دینا اور دوسرے کو کالعدم کہنا، خطا؛ بلکہ ضلال ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ "رفع یدین" بھی ہے۔

رفع یدین کی مشروعیت و منسوخیت

سکون و خشوع نماز کی روح ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا "قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (سورہ بقرہ، آیت/۲۳۸) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اُسْكُنُوْا فِى الصَّلٰوةِ نماز میں سکون اختیار کرو (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۱ باب الامر بالسکون فی الصلوۃ والنھی عن الإشارة الخ)

لہٰذا جس قدر نماز میں سکون کا لحاظ ہوگا اسی قدر نماز مقبول ہوگی۔

ابتدائے اسلام میں بعض ایسے امور جو سکون کے خلاف تھے وہ نماز میں مشروع تھے مثلاً نماز

میں ہاتھ اٹھا کر سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، نماز میں بات چیت کرنا، اسی طرح نماز میں گردن پھرا کر اِدھر اُدھر دیکھ لینا مگر بعد میں یہ امور بتدریج منسوخ ہوگئے یہی حال ''رفع یدین'' کا ہے آپ ؐ سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے ہوئے، سجدہ کرتے وقت، سجدے سے اُٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت بھی رفع یدین کرنا ثابت ہے چنانچہ نسائی شریف میں روایت ہے:

عن مالک بن الحویرث ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَانَ إِذَا دَخَلَ فی الصّلوة یعنی رفع یدیه وَإِذَا رَکَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِکَ وَإِذَا رَفَعَ رأسه مِنَ الرُّکُوعِ فَعَلَ مثل ذَالِک وَإِذَا رَفَعَ رَاسَهُ مِنَ السُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِکَ کُلّه یعنی رَفَعَ یَدَیْهِ (نسائی ج ۱ ص ۱۲۸)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو بھی ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب سر رکوع سے اٹھاتے تب بھی اور جب سر کو سجدہ سے اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے۔

طحاوی شریف میں ہے حدثنا ابن أبی داؤد ...... عن الأعرج عن أبی هریرة أنّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ إِذَا إِفْتَتَحَ الصّلوةَ وَحِیْنَ یَرْکَعُ وَحِیْنَ یَسْجُدُ (طحاوی ج ۱ ص ۱۰۹ باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذالک رفع ام لام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور جب رکوع کرتے اور سجدہ کرتے تھے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

نیز طحاوی کی دوسری روایت میں ہے قَالَ أَبُو حُمَیْدِ اَنَا أَعْلَمُکُم لِصَلوةِ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فَاذَا قَامَ من الرَّکْعَتَیْنِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ طحاوی ص ۱۰۹ ایضا)

ترجمہ: ابوحمید کہتے ہیں کہ میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سکھلاتا ہوں، چناں چہ جب دو رکعت سے کھڑے ہوئے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھایا مونڈھوں کے برابر۔

مگر رفتہ رفتہ قبل و بعد سجدہ اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونیکے وقت ''رفع یدین'' متروک ہوگیا جس کو غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اسی طرح رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت بھی رفع یدین متروک ہوگیا (یعنی اس پر عمل نہ رہا) صرف تکبیر تحریمہ کے وقت باقی رہا جس کو مخالفین تسلیم نہیں کرتے (بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ تخریج ج ۶/۵ ص ۶۲/۶۳)

اخیر میں ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں ''رفع یدین'' سے متعلق احناف کا مسلک قرآن واحادیث کے خلاف بالکل نہیں جیسا کہ غیر مقلدین نے واویلا مچا رکھا ہے بلکہ مذہب حنفی قرآن وسنت کے عین موافق ہے جس کو ہم اخیر میں دونوں سے دلائل لاکر ثابت کریں گے نیز مذہب حنفی کے موافق بہت سی احادیث ہیں جو اپنے موقعہ پر آئیں گی۔ (انشاءاللہ)

اولاً ہم ”رفع یدین“ کی حکمت، ثانیا غیر مقلدین کے مستدلات کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

رفع یدین کی حکمت

تکبیر تحریمہ کے وقت ”رفع یدین“ کی ایک حکمت تو وہ ہے جو صاحب ”ہدایہ“ نے بیان کی ہے اس کے علاوہ دیگر علماء سے مزید حکمتیں منقول ہیں، امام شافعی سے ربیع نے رفع یدین کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس کی حقیقت ہے خدا کی عظمت کا اعتراف اور پیغمبرؑ کی اتباع، کسی نے کہا دنیا کو پس پشت ڈال کر صرف خدا کی طرف متوجہ ہونا ”صاحب ”بدائع الصنائع“ نے کہا کہ اس کی حکمت یہ ہے بہروں کو بھی نماز کے افتتاح کا علم ہو جائے کیوں کہ نماز کے دیگر انتقالات کا علم تو نمازیوں کو دیکھ کر حاصل ہو جاتا ہے اور حالت استواء میں جہاں جہاں نمازیوں کو دیکھ کر علم نہیں ہو سکتا وہیں ”رفع یدین“ کے ذریعہ بہروں کو باخبر کرنے کی اہمیت بھی بڑھ گئی۔

صاحب بدائع کی بیان کردہ حکمت حنفیہ کے ذوق کے مطابق ہے۔(مجموعہ رسائل و مقالات مرتب حضرت مولانا ریاست علی بجنوری صاحب ص ۲۶۳)

لیکن حدیث میں مزید جن مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے اس کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد قیام طویل رہا، اب نماز کے دوسرے رکن یعنی رکوع میں جارہے ہیں اس لئے نمازی کو چوکنا اور متوجہ کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گئے وقس علی ہذا ابتداء میں یہ عمل جاری تھا بعد میں کبھی کبھی اس پر عمل ہوتا رہا لیکن حضور پاک ﷺ کا زیادہ تر عمل کیا تھا اسی طرح آپ ﷺ کا آخری عمل کیا ہے اور خلفاء راشدین دیگر صحابہ کرام، تابعین عظام اور اسلاف کے یہاں کس عمل کی کثرت رہی، ہم اس بات کو احناف کے دلائل کے ضمن میں مفصل ذکر کریں گے۔ (انشاءاللہ)

غیر مقلدین کے مستدلات کا تحقیقی جائزہ

یعنی جن روایتوں سے یہ استدلال کرتے ہیں ائمہ عظام اور محدثین کی نظر میں اس کا کیا مقام ہے؟

ایک قابل غور اہم نکتہ

غیر مقلدین کے مستدلات پہلے اور احناف کے مستدلات بعد میں کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کبار صحابہؓ اکثر تابعین اسی طرح جمہور محدثین رفع کی روایت کو ابتدا پر محمول کرتے ہیں، اور

ترک رفع کو آخری عمل پر محمول کرتے ہیں، اسی طرح اکثر محدثین منسوخ روایت کو پہلے اور ناسخ کو بعد میں لاتے ہیں۔

چنانچہ اس رسالہ میں بھی ایسا ہی کیا جارہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے عمل کو پہلے اور آخری عمل کو آخر میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا عمل منسوخ حدیث پر ہے اور حنفیہ کا عمل ناسخ پر (محدثین کا اول وآخر والا قاعدہ مسلم ج ۱ ص ۱۵۶ وھٰذہ عَادَۃُ مسلم وغیرہ من ائمۃِ الْحَدِیْثِ یَذْکُرُوْنَ الأحادِیْثَ الَّتِی یَرْوُنَھا مَنْسُوْخَۃً ثُمَّ یُعَقِّبُونَھا بالنَّاسِخِ)

ترجمہ: ایسا کرنا امام مسلم کی عادت ہے اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین ہیں جو منسوخ حدیث کو پہلے لاتے ہیں اور ناسخ کو بعد میں۔

غیر مقلدین کی دلیل (۱)

حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبداللہ بن المبارک قال اخبرنا یونس عن الزھری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن عبداللہ بن عمر قال رأیتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلی اللّٰہ إذَا قَامَ فِی الصَّلوٰۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تکونا حَذْوَمَنکِبَیْہ وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ حِینَ یُکَبِّرُ للرّکوع ویفعلُ ذلک إذا رَفَعَ رأسہ من الرّکوع ویقول سمع اللّٰہ لمن حمدہ ولا یفعلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ . (بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ رقم الحدیث ۷۳۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ؐ کو دیکھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھاتے تھے اور یہ (رفع کا عمل) رکوع میں جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے کیا کرتے تھے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

غیر مقلدین کی دلیل (۲)

عن أبی قلابَۃ أنّہ رأی مَالِکَ بن الحویرثِ إذَا صَلّٰی کَبّر وَرَفَعَ یَدَیْہِ وإذا ارادَ ان یَّرْکَعَ رَفَعَ یَدَیہِ وَإذا رَفَعَ رَاسَہُ مِنَ الرُّکُوعِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَحَدَّثَ انَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صَنَعَ ھکذا (بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ رقم الحدیث ۷۳۷، باب صفۃ الصلوۃ)

حدیث اول کی شرح

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کی شرح میں دس باتوں کو ذکر کریں گے:

(۱) قائلین رفع کی سب سے مضبوط اور قوی دلیل کون سی ہے۔

(۲) مواضع رفع میں اختلاف واضطراب۔

(۳) دوام رفع پر استدلال کا تحقیقی جائزہ۔

(۴) بیہقی کا اضافہ

(۵) اس حدیث کو پیش کرنے میں غیر مقلدین کا طریقہ کار

(۶) حضرت ابن عمر کے عمل میں اختلاف۔

(۷) یہ اختلاف کیوں ہوا؟

(۸) رفع کی روایت کتنے صحابہ کرام سے مروی ہے؟

(۹) غیر مقلدین کو یہ حدیث پیش کرنے کا سرے سے کوئی حق نہیں۔

(۱۰) حضرت ابن عمرؓ کی روایت پر گفتگو کا خلاصہ۔

پہلی بات:

قائلین رفع کی سب سے مضبوط اور قوی دلیل حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے۔ دوسری روایت مالک بن حویرث کی ان دونوں روایتوں میں یہ ذکر ہے کہ رسولؐ نے تکبیر تحریمہ کے وقت بھی رفع یدین فرمایا اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی (کما قال حضرت الاستاذ مفتی محمد راشد صاحب اعظمی فی اثناء الدرس و مجموعۂ رسائل و مقالات)

تبصرہ: حضرت ابن عمر کی روایت میں "رأیت" مذکور ہے میں نے رسول کو ان مواقع پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا، اور حضرت مالک بن الحویرث کی روایت میں "صَنَعَ" کا لفظ ہے کہ رسول پاکؐ نے یہ عمل کیا، اتنی بات سے کسی کو اختلاف یا انکار نہیں ہوسکتا کہ پیغمبرؐ سے رفع یدین ثابت ہے لیکن رفع یدین کی ترجیح پر استدلال کے لئے اتنی بات کافی نہیں کیوں کہ ابن عمر کی روایت میں مذکور رَأیتُ یا مالک کی روایت میں مذکور "صَنعَ" کا تقاضا تو تکرار بھی نہیں ہے اگر حضرت ابن عمرؓ سے ایک بار دیکھا یا آپ نے ایک بار بھی عمل کیا تو "رَأیتُ" یا "صَنَعَ" کہنا صحیح ہے۔

گویا ان دونوں روایتوں سے صرف یہ ثابت ہوا کہ ان تینوں مواقع پر "رفع یدین" ہے لیکن یہ بات ِان روایات سے کسی بھی طرح ثابت نہیں کی جاسکتی کہ اس فعل پر مداومت کے ساتھ عمل کیا گیا نیز یہ ثابت کرنا بھی ممکن نہیں کہ یہ پیغمبرؐ کا آخری عمل تھا، اگر روایات سے یہ ثابت کیا جاسکتا کہ پیغمبرؐ کا آخری عمل تھا (پیغمبرؐ نے رفع یدین پر مداومت کی یا یہ آپ کا آخری عمل تھا) تو استدلال کیا جاسکتا تھا کہ ترک رفع ناجائز یا خلاف سنت یا مرجوح ہے لیکن جب روایتیں ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کا بھی پتہ نہیں دیتیں تو اس سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جس کے لئے امام بخاری یہاں پر حدیث لائے ہیں (مجموعہ رسائل ومقالات ص ۱۳ مرتب حضرت مولانا ریاست علی صاحب)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو شاگرد

مؤطا مالک میں ابن عمرؓ کے دو شاگرد مذکور ہیں ایک حضرت سالم دوسرے حضرت نافع سالم اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں اور نافع اس کو موقوف اس صورت حال سے شبہ ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی ہے یا نہیں امکان تھا کہ حضورؐ کا فعل ہو اور ممکن تھا کہ ابن عمر کا اپنا فعل ہو اس لئے امام مالک نے اس پر عمل نہیں کیا اس لئے کہ امام مالک کا اصول ہے کہ وہ اہل مدینہ کے عمل کو دیکھتے ہیں جو حدیث اہل مدینہ کے تعامل یعنی عملی تواتر کے خلاف ہوتی ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ (خطبات صفدر ج ۲ ص ۱۸۰)

اس حدیث کے سلسلہ میں امام بخاریؒ کا طرز

حضرت امام بخاری اس باب میں حضرت ابن عمر و مالک بن الحویرث کی روایت لاکر انصاف نہیں کررہے ہیں؛ اس لیے کہ حضرت ابن عمر حضورؐ کے زمانے میں چھوٹے تھے۔ بخاری ج ۱ ر ص ۱۷ پر ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے ایک سوال پوچھا حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ مسجد میں جو لوگ تھے ان میں سب سے چھوٹا میں ہی تھا۔

اسی طرح حضرت امام بخاریؒ دوسری روایت مالک بن الحویرث کی لائے ہیں۔ بخاری ۱ر ۸۷ پر ہے۔

"عن مالک بن الحوِیرِث قال أتیتُ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلّم فِی نفرٍ مِن

قومی فَاَقمنَا عِندَ عِشرِینَ لَیلَۃ وَ کَانَ رحیماً رفیقاً" الخ. کہ یہ صرف بیس رات حضورؐ کے پاس رہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ جو تئیس ۲۳ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نماز پڑھتے رہے امام بخاریؒ رفع یدین کے باب میں ان میں سے کسی کی بھی روایت نہیں لائے، اگر لائے تو ایک بچے اور ایک مسافر کی روایت۔ (خطبات صفدر: ۱۸۰/۲)

دوسری بات: مواضع رفع میں اختلاف واضطراب چھ طرح سے مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے

(۱) صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین جیسا کہ "مسند حمیدی"، صحیح ابی عوانہ، اور المدونۃ الکبریٰ" وغیرہ میں صحیح سند کے ساتھ روایت موجود ہے۔

(۲) صرف دو جگہ رفع یدین یعنی تکبیر تحریمہ اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت جیسا کہ "موطا مالک" میں یہ روایت ہے اور اس کے متعدد متابع بھی ہیں اس لئے اسے امام مالک کا وہم نہیں کہا جاسکتا۔

(۳) تین بار رفع یدین یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت جیسا کہ بخاری وغیرہ میں ہے۔ یہی روایت آج کل کے غیر مقلدین کی مستدل ہے۔

(۴) چار دفعہ رفع یدین یعنی مذکورہ بالا تین مقامات کے علاوہ قعدۂ اولیٰ سے اٹھتے وقت یہ روایت بھی بخاری میں ہے اور امام بخاری نے "باب رفع الیدین إذا قام من الرکعتین" کے عنوان سے اسے ذکر کیا ہے۔

(۵) اور بعض روایات میں ان مذکورہ چار مقامات کے علاوہ سجدہ میں جانے اور سجدے سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے جیسا کہ "سنن نسائی" میں ہے اور حافظ ابن حجر نے اس روایت کو صحیح ترین روایت قرار دیا ہے اور "علامہ نیموی" نے اسے صحیحۃ محفوظۃ غَیرُ شَاذَّۃٍ کہا ہے (آثار السنن ج ا ص ۱۰۲)

اور امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں بروایت وکیع عن الربیع اس پر حضرت حسن بصری،

مجاہد، طاؤس، قیس بن سعد، الحسن بن مسلم رحمہم اللہ کا عمل نقل کیا ہے۔

(۶) بعض روایات میں ان مذکورہ جگہوں پر انحصار نہیں ہے بلکہ ہر خفض ورفع جھکنے اور اٹھنے کے وقت رفع یدین کی صراحت ہے اس روایت کو حافظؒ نے "فتح الباری" میں امام طحاویؒ کی مشکل الاثار سے نقل کیا ہے یہ روایت بھی صحیح ہے اور صحابہ وتابعین کی ایک جماعت کا اسی کے مطابق عمل تھا چنانچہ حافظ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں "وروی الرَّفعُ فِی الخَفضِ والرَّفعِ عَن جَماعة من الصحابة منهم ابن عُمَرَ، وابو موسیٰ، وابو سعید، وابو الدرداء وانس وابن عباس و جابر (رضوان الله علیهم اجمعین) (الاستذکار ج ٤ ص ١٠٥)

یعنی ہر جھکنے اور اٹھنے کے وقت رفع یدین صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے (جن کا نام لفظ میں مذکور ہے)

تبصرہ: رفع یدین کے قائلین کی سب سے قوی دلیل کا یہ حال ہے کہ اس میں شدید اضطرابات ہیں۔ (مجموعہ رسائل ومقالات مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ ص ۱۱ تا ۱۳ اور تحفۃ القاری ص ۴۳ ج سوم)

تیسری بات:

دوام رفع پر استدلال کا تحقیقی جائزہ

حضرت ابن عمر کی روایت میں "کَانَ یَرفَعَ یَدَیهِ" کے الفاظ بھی ہیں جن سے استمرار پر استدلال کیا جاسکتا ہے تو اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ حدیث پاک میں کان یفعل سے استمرار کا ثبوت ضروری نہیں اگر حضور پاک نے ایک بار بھی کوئی عمل کیا ہے تو راوی اس کو کان یفعل سے تعبیر کرتا ہے جیسے باب صلوة اللیل (مسلم ج ۱ ص ۲۵۴) میں حضرت عائشہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کان یُصلِی ثلث عَشرةَ رَکعَةً، یُصلّی ثمان رکعاتٍ ثُمَّ یوتر ثم یُصلِی رَکعَتَینِ وَهُوَ جَالسٌ، کَانَ یُصَلِّی سے ذہن استمرار کی طرف منتقل ہوتا ہے لیکن علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس روایت سے وتر کے بعد دو رکعتوں کا جواز معلوم ہوا کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مواظبت نہیں فرمائی ہے بلکہ یہ فعل آپ سے ایک دو بار یا چند بار ثابت ہے اس کے بعد فرماتے ہیں

وَلَا تَغتَرَّ بِقولِها، "کَانَ یُصَلِّی" فإن المُختارَ الَّذِی عَلَیہِ الأکثَرُونَ والمحققونَ مِن الاصولیینِ انَّ لفظہ کان لا یلزمُ منھا الدّوامَ ولا التکرار. (شرح مسلم للنووی ج۱ ص ۲۰٤) کہ تمہیں حضرت عائشہؓ کے قول "کان یصلی" سے دھوکا نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ اکثر علماء اور علم اصول کے ارباب تحقیق کا مسلک مختار یہ ہے کہ لفظ "کان" سے نہ دوام لازم آتا ہے اور نہ تکرار پھر انھوں نے یہ لکھا کہ یہ تعبیر اپنی اصل وضع کے اعتبار سے دوام و تکرار کا تقاضا نہیں کرتی پھر انھوں نے مثال دیکر اس کی مزید وضاحت کی اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ "کان یرفع" سے دوام پر استدلال ممکن ہی نہیں محض استمرار پر بھی استدلال کرنا کمزور بات ہے۔

لہٰذا رفع یدین کے آخر حیات تک برقرار رہنے یعنی حضورؐ کا آخری عمل ہونے کے ثبوت پر موقوف ہے اور یہ باتیں اس روایت سے کیا کسی بھی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔

چوتھی بات: بیہقی کا اضافہ

امام "بیہقی" نے ابن عمرؓ کی روایت میں اس لفظ کا اضافہ کیا ہے فَمَازَالَتْ تِلْکَ صلاتُہ حتّٰی لقی اللّٰہَ تعالیٰ یعنی آپ وفات تک نماز اسی طرح پڑھتے رہے یہ اضافہ اگرچہ "بیہقی" میں نہیں ہے مگر اس کی خلافیات میں ہے لیکن مستند لوگوں نے اس کو نقل کیا ہے، قال الشوکانی فی نیل الاوطار ص ۳۵۱/الحدیث اخرجہ البیہقی بزیادۃ فمازالت تلک صلاتہ حتی لقی اللّٰہ– وقال ابن المدینی ھذا الحدیثُ عندِی حجۃٌ علی الخَلقِ کلُّ مَنْ سَمِعہ فعلیہ ان یعملَ بہ لأنہ لیس فی اسنادہ شئ کہ یہ حدیث میرے نزدیک اس مسئلے میں ساری دنیا کے لئے حجت ہے جو بھی اس کو سنے اس پر عمل کرنا ضروری ہے کیوں کہ اس کی سند میں کوئی کمی نہیں ہے، قاضی شوکانی کی قائم کردہ ترتیب سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ ابن مدینی "بیہقی" کے اضافہ کی بھی توثیق کر رہے ہیں جب کہ ایسا نہیں ہوسکتا ابن مدینی اس روایت کے بارے میں سب کچھ کہہ سکتے ہیں جس میں یہ اضافہ نہیں، اس کی شیخین نے بھی تخریج کی ہے لیکن "بیہقی" کے اضافے کے بارے میں وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس کی سند میں کوئی کلام نہیں اس اضافہ کے بارے میں تو ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہونے تک کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

کیوں کہ یہ اضافہ جن رواۃ کے ذریعہ آرہا ہے ان میں دو راوی ایک ''عصمہ بن محمد الانصار'' دوسرے ''عبدالرحمٰن بن قریش'' ہیں، اور وہ دونوں ضعیف ہیں عصمه بن محمد الانصاری ـ قال أبو حاتم ليس بالقوى ابوحاتم کہتے ہیں وہ قوی نہیں ہے۔ وقال يحيى: كذاب يضع الحديث اور یحیٰ ابن معین انھیں کذاب اور واضع الحدیث کہتے ہیں۔ وقال العقيلي: يحدث بالبواطيل عن الثقات اور عقیلی نے کہا کہ یہ شخص ثقہ لوگوں کے حوالہ سے جھوٹی باتیں نقل کرتا ہے۔ وقال الدار قطنى وغيره متروك اور دار قطنی وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ (الجرح والتعدیل ۷/ ۲۹ والتعلیق الحسن ص ۱۰۷)

عبدالرحمن بن قريش بن خزيمه الهروى: قال الحافظ الذهبي في ''الميزان'' اتهمه السليمان بوضع الحديث سلیمان نے انھیں واضع الحدیث کہا ہے۔ (التعلیق الحسن ص ۱۰۷) اسی وجہ سے خاتم المحدثین ظہیر احسن النیموی نے یہ فیصلہ سنایا۔ وهو حديث ضعيف بل موضوع (آثار السنن ص ۱۰۷) یہ حدیث ضعیف بل کہ موضوع ہے۔ لہٰذا اس سے استدلال تو کجا تائید میں بھی پیش کرنے کے قابل نہیں۔

تبصرہ: غور کرنے کی بات ہے کہ جب اضافہ کے رواۃ کا یہ حال ہے تو ابن ''مدینی'' اس کو خلق خداوندی پر کیسے حجت قرار دے سکتے ہیں یقینی بات ہے کہ ان کا یہ قول اصل روایت کے بارے میں ہیں اور اس سے رفع کی ترجیح پر استدلال تام نہیں۔ (مجموعہ رسائل و مقالات مولانا ریاست صاحب ص ۱۵)

پانچویں بات:

اس حدیث کو پیش کرنے میں غیر مقلدین کا طریقہ کار

یہ ہوتا ہے کہ وہ ''يرفع يديه'' کا جملہ نقل کر کے بیس پچیس کتابوں کا حوالہ نقل کر دیتے ہیں جنھوں نے اصل کتابیں نہیں دیکھیں وہ دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ شاید کتاب میں یہی لفظ ہوگا حالانکہ نہ ''موطا'' میں يَرفَعُ يَدَيه ہے نہ ''مسلم'' میں نہ ''ترمذی'' میں نہ ''نسائی'' میں نہ ''ابوداؤد'' میں امام بخاری سے یہ لفظ ''یرفع'' نقل کرتے ہیں باقی کتابوں میں یہ لفظ نہیں ملتا خود بخاری شریف کے اسی صفحہ پر پانچ جگہ یہ لفظ آیا ہے صرف ایک جگہ يرفع يديه کا لفظ ہے۔ باقی چار جگہ ''رفع يديه''

کے الفاظ ہیں (خطبات صفدر ج ۲ ص ۱۸۲) یہ بہت بڑی علمی اور دینی خیانت ہے۔

چھٹی بات:

حضرت ابن عمر کے عمل میں اختلاف ہے

حضرت ابن عمر سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ تمام مقامات پر ترک رفع بھی ثابت ہے امام ''طحاوی'' نے بسند صحیح و متصل نقل کیا ہے عَن مُجاهِدٍ قَالَ صليتُ خلفَ ابنِ عمَر فلم يكُن يَرفَعُ يَدَيهِ إلا فى التكبيرةِ الاُولىٰ مِن الصَّلوةِ (طحاوی ج ۱ ص ۱۵۵) مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے نماز کی تکبیر اولیٰ کے علاوہ کسی موقع پر رفع یدین نہیں کیا، مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی مارأيتُ ابنَ عمرَ يَرفَعُ يديهِ إلا فى اوّلِ مَا يفتتِحُ (عینی ج ۵ ص ۲۷۳) ترجمہ: میں نے ابن عمر کو نہیں دیکھا رفع یدین کرتے مگر جبکہ وہ شروع کرتے تھے نماز کو۔ موجود ہے اس کی سند بھی صحیح ہے امام ''طحاوی'' نے اس پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر کا یہ فعل حضور کی وفات کے بعد کا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کہ حضرت ابن عمر کے علم میں رفع یدین کا نسخ آ گیا ہو پھر یہ بھی لکھا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ مجاہد کے اس بیان کے مقابل طاؤس کا بیان بھی ہے کہ ابن عمر رفع یدین کرتے تھے تو جواب میں یہی کہا جائے گا کہ طاؤس کا بیان ترک رفع پر دلیل قائم ہونے سے پہلے کا ہوسکتا ہے، طحاوی کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عمر پہلے رفع یدین کرتے تھے جب ترک رفع کی بات محقق ہوگئی تو آپ نے رفع یدین کے عمل کو چھوڑ دیا، لیکن ہمارے خیال میں اس سے قریب احتمال یہ ہے کہ حضرت ابن عمر نہ رفع یدین مداومت سے کرتے تھے نہ ترک رفع دونوں پر وقتاً فوقتاً عمل کرتے رہتے تھے جس شاگرد نے جو عمل دیکھا اس کو نقل کردیا۔

مجاہد بھی جلیل القدر ثقات تابعین میں ہیں ان کی پیدائش ۲۱ھ کی ہے اور حضرت ابن عمر کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی ہے گویا کہ ابن عمر کی وفات کے وقت ان کی عمر ۵۲ سال تھی ابن عمرؓ سے ان کا خدمت گذاری کا تعلق تھا بسا اوقات ان کی رکاب تھام کر چلتے تھے مجاہد کا بیان (البدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۰۸) میں تو یہ نقل کیا ہے کہ میں نے دو سال تک ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

تبصرہ: مدتوں خدمت میں رہنے والا قریبی شاگرد جب یہ بیان کرے تو یہی کہنا پڑے گا کہ ترک رفع بھی ابن عمرؓ سے کثرت کے ساتھ ثابت ہے گویا رفع کرتے تو مہینوں کرتے رہتے تھے اور ترک رفع کرتے تو اس پر بھی مہینوں عمل کرتے رہتے اس لئے محاذ بنانے کے بجائے اعتدال والا راستہ اختیار کیا جائے کہ ابن عمرؓ کا عمل دونوں طرح کا رہا ہوگا۔

(مجموعہ رسائل و مقالات مرتب حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری ص ۲۰)

ساتویں بات:

یہ اختلاف کیوں ہوا؟ (رفع و ترک کا)

اس لئے کہ کچھ مسائل کبار صحابہ کے زمانے میں نہیں تھے جب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے اور صغار صحابہ (اس سے مراد وہ حضرات ہیں جو رسول کی حیات مبارکہ میں یا تو نابالغ تھے یا ابھی جوان ہوئے تھے) کا زمانہ آیا اور دینی قیادت ان کے ہاتھ آئی تب انھوں نے بعض وہ حدیثیں جو منسوخ تھیں اور مرور زمانہ کی وجہ سے لوگ ان کو بھول گئے تھے ان پر حفاظت حدیث کی غرض سے عمل شروع کیا، کیوں کہ اس زمانہ میں حدیث کو محفوظ رکھنے کی یہی صورت تھی اس زمانہ میں احادیث مدون نہیں تھیں اس لئے حدیث پر عمل کیا تا کہ لوگوں کو عمل کے سہارے حدیث یاد رہیں گی کیوں کہ جو چیز عمل میں آجاتی ہے وہ نقش کالحجر ہو جاتی ہے۔ ''مسلم شریف'' میں حدیث ہے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقمؓ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے ایک مرتبہ انھوں نے پانچ تکبیریں کہیں لوگوں نے نماز کے بعد وجہ دریافت کی آپؓ نے فرمایا رسولؐ نے پانچ تکبیر بھی کہی ہیں کہ آپ لوگ اس کو یاد رکھیں۔ (مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۱۶۵۳ بحوالہ تحفۃ القاری ج ۳ و ایضاح الادلۃ)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض وہ اعمال جو یا تو منسوخ تھے مثلاً جنازہ میں پانچ تکبیر کہنا اور نماز میں رفع یدین کرنا یا وہ عمل جو کسی وقتی مصلحت سے کیا گیا تھا جیسے حضرت وائل بن حجر کی تعلیم کے لئے آپؐ نے چند نمازوں میں آمین جہراً کہی تھی ان پر صغار صحابہ نے بغرض حفاظتِ حدیث عمل شروع کیا پھر چونکہ ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے اسی لئے کچھ لوگوں نے ان باتوں میں دلچسپی لینی شروع کی اور انھوں نے منسوخ یا وقتی مصلحت سے کئے ہوئے اعمال پر دائمًا عمل شروع کر دیا صغار صحابہ نے بھی اپنے دور میں رفع یدین اس لئے شروع کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا یہ عمل جو مرور زمانہ سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے لگا تھا لوگوں کے سامنے آجائے اور اس سلسلے کی جو روایات ہیں وہ محفوظ ہو جائیں۔ واللہ اعلم (تحفۃ القاری ج ۳ ص ۴۷)

آٹھویں بات:

رفع کی روایات کتنے صحابہ کرام سے مروی ہے

قائلین رفع یدین کی تعداد پچاس بتاتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں کیوں کہ ان میں وہ صحابہ بھی شامل ہیں جن سے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین مروی ہے۔ جیسا کہ علامہ شوکانی نے اس کی صراحت کی ہے۔ وجمع العراقی عدد من روی رفع الیدین فی ابتداء الصلوۃ فبلغوا خمسین صحابیا منھم العشرۃ المبشرۃ. (نیل الاوطال ص ۳۵۰)

اور شوکانی کی تحقیق کے مطابق صحیح تعداد بیس ہے اور اس میں بھی نقد کی گنجائش ہے اور امام العصر علامہ کشمیری علیہ الرحمہ کی تحقیق کے مطابق بحث و تمحیص کے بعد صرف پندرہ صحابہ یا اس سے کم رہ جاتے ہیں۔ (نیل الفرقدین ص ۲۲ بحوالہ ادلہ کاملہ ص ۲۹)

اور امام بیہقی جیسا ماہر فن جو خود بھی رفع یدین کا قائل ہے اس کو آخر یہی کہنا پڑا کہ رفع یدین کے سلسلہ میں لائق احتجاج صرف پندرہ حدیثیں ہیں۔

وقد اعترف البیھقی: بان یحتج بہ قدر خمسۃ عشرۃ. (معارف السنن ۲/ ۴٦۸) لیکن علامہ یوسف بنوری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ مزید چھان بین کروگے تو صرف چھ حدیثیں قابل استدلال نظر آئیں گی۔

ولکن بعد النحل والسیر تبقی عندھم ستۃ احادیث فقط (حوالہ بالا ۲/ ۴٦۸) اور حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اور لطف یہ ہے کہ ان چھ حدیثوں میں سے بھی غیر مقلدین کے مطلب کی صرف تین حدیثیں رہیں گی۔ لیکن جب اس کی بھی تحقیق ہوگی تو وہ بھی کالعدم ہو جائیں گی اور غیر مقلدین کے پاس صرف شور شرابا رہ جائے گا۔ (ارمغان حق ۲/ ۱۵۲ ملخصاً)

اور ماقبل کی تحقیق سے اس کا بخوبی اندازہ بھی ہو گیا ہوگا کہ جو احادیث صحیحہ غیر مقلدین کے

مطلب کی ہیں ان میں کس قدر اضطراب ہے۔ سنداً بھی اضطراب ہے اور متناً بھی۔ متن کا اضطراب تو بیان کردیا اب ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں جو اضطراب ہے اس کو پیش کرتے ہیں۔

اضطراب فی السند: حضرت ابن عمر سے دو حضرات سالم اور نافع روایت کرتے ہیں جب سالم روایت کرتے ہیں تو مرفوعاً روایت لاتے ہیں اور جب نافع روایت کرتے ہیں تو موقوفاً روایت لاتے ہیں۔ دیکھئے (ابو داؤد ۱/۱۰۴) پر سالم کی روایت کو اور (۱/۱۰۸) پر نافع کی موقوف روایت موجود ہے۔ اور امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کہتے ہیں **والصحیح قول ابن عمر لیس بمرفوع** (۱/۱۰۸) صحیح روایت موقوفہ ہے نہ کہ مرفوعہ۔

نویں بات:

غیر مقلدین کو یہ حدیث پیش کرنے کا سرے سے کوئی حق نہیں

اس لئے کہ امام "بخاری" نے یہ روایت عن مالک کی سند سے نقل کی ہے جب کہ مؤطا ص ۵۹ پر یہ روایت موجود ہے وہاں "کان یرفع" کے بجائے صرف "رفع یدیه" ہے اور "مؤطا" میں إذا کبرّ للرکوع کے الفاظ بھی نہیں ہے "مدینہ منورہ" میں مرتب کردہ حدیث کی کتاب (موطا) میں صرف رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر تھا لیکن "صحیح بخاری" میں رکوع کو جاتے ہوئے بھی رفع الیدین کا ذکر ہے "مدینہ" کی کتاب میں پانچ جگہ رفع الیدین" تھا "بخاری" کی کتاب میں جا کر یہ نو جگہ رفع الیدین ہو گیا کوئی پانچ کا معنی نو تو نہیں کر سکتا کہ یہ کہا جائے کہ یہ روایت بالمعنی ہیں اگر بالفرض نو جگہ بھی مان لیں پھر بھی غیر مقلدین کے کام کی تو یہ روایت نہیں رہی کیوں کہ وہ دس جگہ رفع الیدین کرتے ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر ایک سنت بھی رہ جائے تو نماز خلاف سنت ہوتی ہے، غیر مقلدین کو سرے سے یہ روایت پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیوں کہ یہ حدیث اُن کے عمل کے خلاف ہے، اسی طرح اس روایت میں زہری کا عنعنہ موجود ہے غیر مقلدین کے امام مبارک پوری صاحب "ابکار المنن" میں لکھتے ہیں کہ "زہری" اگر عن سے روایت کریں تو ان کی

روایت صحیح تو کجا حسن بھی نہیں ہوتی اس لئے غیر مقلدوں کے اصول پر یہ حدیث صحیح بھی نہیں۔

(خطبات صفدر ص ۱۸۰)

دسویں بات:

ابن عمرؓ کی روایت پر گفتگو کا خلاصہ

مسئلہ یہ تھا کہ رفع یدین کو ترجیح دینے والے فقہاء کرام اور محدثین عظام حضرت ابن عمر کی روایت کو اپنا سب سے مضبوط مستدل سمجھتے ہیں، امام بخاری بھی رفع یدین کے زبردست مدعی ہیں اور انھوں نے بھی اس روایت کو سب سے پہلے پیش کیا ہے؛ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ روایت اصح الاسانید کے ذریعہ آنے کے باوجود ترجیح رفع یدین کے سلسلہ میں مختلف وجوہ کی بنا پر کارآمد نہیں۔

(۱) اس روایت سے صرف یہ معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین بھی کیا ہے؛ اور اتنی بات سب کے یہاں مسلم ہے؛ مگر اس سے ترجیح پر استدلال اسی وقت ممکن ہے جب رفع یدین پر استمرار و دوام کے ساتھ تا آخر حیات عمل کی صراحت ہو؛ اور یہ صراحت کسی بھی معتبر روایت میں نہیں۔

(۲) روایت میں طرح طرح کے اختلافات ہیں؛ مرفوع، موقوف میں بھی اختلاف ہے؛ اسی وجہ سے امام مالکؒ نے اس روایت کو معمول بہ نہیں بنایا ہے۔

(۳) روایت کے الفاظ مختلف ہیں جس کی وجہ سے مواضع رفع میں بھی چھ طرح کا اختلاف پیدا ہو گیا ہے یعنی حدیث مضطرب ہوگی اس صورت میں بھی روایات کو ترک کیا گیا ہے۔

(۴) حضرت ابن عمر کے عمل میں اختلاف ہے؛ اور راوی کا عمل اگر روایت کے خلاف ہو تو استدلال محل نظر ہو جاتا ہے

(۵) روایت میں نماز کے تمام اجزاء سے قطع نظر کر کے صرف ایک چیز پر زور دینے میں صاف اشارہ ہے کہ اس زمانے یعنی خیر القرون میں ترک رفع پر عمل کی کثرت تھی۔

ان وجوہ کی بنا پر یہی کہا جائے گا کہ گو یہ روایت سند کے اعتبار سے نہایت قوی ہے؛ لیکن اس سے ترجیح کو ثابت کرنا دشوار ہے۔

واللہ اعلم بالصواب، تلک عشرۃ کاملۃ

تشریح حدیث دوم

امام بخاریؒ اپنا مقصد ثابت کرنے کے لیے دوسری روایت حضرت مالک بن الحویرثؓ کی لائے ہیں کہ انھوں نے تین مقامات پر رفع یدین کیا ہے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا، اس روایت میں بظاہر کوئی نئی بات نہیں۔ امام بخاریؒ کے پاس اس عمل کے دوام واستمرار کی کوئی بھی دلیل نہیں ہے، ورنہ وہ ضرور ذکر فرماتے؛ اس لیے وہ ان روایتوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں جن میں محض ثبوت ہے مگر اس سے مقصد ثابت ہونا دشوار ہے؛ البتہ مالک بن الحویرث کی روایت ذکر کر کے وہ اپنے ذوق کے مطابق ایک استدلال کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔

حضرت مالک بن الحویرث وہی صحابی ہیں جو اپنے چند رفقا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۱۹ یا ۲۰ دن رہے جب رخصت ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری ہدایات دیں، ان میں یہ ہدایت بھی تھی "صَلُّوْ كَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ أُصَلِّیْ" (بخاری ۱/ ۸۸) جس طرح تم مجھے دیکھ کر جارہے ہو اسی طرح نماز پڑھتے رہنا، امام بخاریؒ کا استدلال یہ ہے کہ مالک بن الحویرث نے قیام کے دوران نماز کا جو طریقہ دیکھا اس میں "رفع یدین" بھی تھا اور حضورؐ نے انہیں اسی طریقہ پر قائم رہنے کی تاکید کی چناں چہ مالک بن الحویرث زندگی بھر اس کے مطابق عمل کرتے رہے ہوں گے اس سے "رفع یدین" کا استمرار ودوام معلوم ہوگیا۔

اس طرح کے اشارات سے امام بخاریؒ کام اس لیے نکالنا چاہتے ہیں کہ دوام واستمرار اور تا آخر حیات اس عمل کی بقا کی صراحت پر مشتمل کوئی روایت نہیں، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابو قلابہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے مالک بن الحویرث کو "رفع یدین" کرتے دیکھا، کیا ضروری ہے کہ ابو قلابہ ہمیشہ مالک بن الحویرث کے ساتھ ہی رہے ہوں، اور ان کا عمل دواماً ہو یہ بھی تو ممکن ہے کہ انھوں نے کبھی کبھی دیکھا ہو سب احتمالات ہیں، اور اگر مان بھی لیں کہ ان کا یہ عمل دوامی تھا، تو اس سے یہ بات کہاں ثابت ہوئی: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دوامی تھا ہاں یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ" کہہ کر دیگر ہدایات کے ساتھ بطور خاص نماز جماعت اور اس کے متعلقات کی طرف توجہ دلائی اس لیے حضرت مالک ابن

الحویرث سنن وآداب کی رعایت فرماتے رہے ہوں گے، اور اگر انھوں نے دوامی طور پر "رفع یدین" اختیار فرمایا تو انہیں ایسا ہی کرنا چاہئے تھا جیسا کہ متعدد صحابہ کرام سے خصوصی ہدایت کی صورت میں ایک ہی عمل پر دوام کے واقعات موجود ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہوسلم کی ہدایت کے بعد اپنے مشاہدات سے کیسے ہٹ جاتے تھے۔ مگر اس سے اجمال کے درجہ میں چند روز قیام کرنے والے صحابی کا رفع یدین پر دوام معلوم ہوا: جب کہ خلفاء راشدین، عبد اللہ ابن مسعودؓ اور کتنے ہی صحابہ کا عمل اس کے برخلاف رہا اب موازنہ کر کے انصاف کے ساتھ دیکھنا ہوگا کہ ان دونوں ثابت شدہ جہتوں میں کون سی جہت کو ترجیح حاصل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (رسائل ومقالات ص ۲۹، از حضرت مولانا ریاست علی صاب بجنوری)

حضرت ابن عمر و مالک بن الحویرث کی روایت پر مفصل گفتگو ہوگئی آئندہ صفحات میں ترک رفع کے بعض مستدلات پر محققانہ جائزلیا جائے گا۔

ترک رفع کے مستدلات

(۱) حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة وابو کریب قالا حدثنا معاویة عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سَمُرةؓ قال خَرَجَ عَلَیْنَا رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فَقَالَ مَالِی أراکم رافعي أیدیکم کأنّها اَذْنَابُ خیلٍ شُمسٍ اسکُنُوا فی الصلوة. (صحیح مسلم ۱/ ۱۸۱، ابو داؤد: ۱/ ۱۴۳، نسائی: ۱/ ۱۷۶، وفی لفظ النسائی خرج علینا رسول الله ونحن رافعوا ایدینا فی الصلوة)

ترجمہ: تمیم بن طرفہ حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں حضرت جابرؓ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا وہ شریر گھوڑے کی دم ہیں، تم نماز میں سکون واطمینان کے ساتھ رہو۔

تشریح: اس صحیح حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ صحابہ کرام مسجد نبوی میں نوافل پڑھ رہے تھے اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے تشریف لائے اور ان کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو تنبیہ

فرمائی اور ہاتھوں کے بار بار اٹھائے جانے کو شریر گھوڑے کی دم سے تشبیہ دی، اور خلاف سکون قرار دیتے ہوئے فرمایا "اسکنو في الصلوة" کہ نماز میں پر سکون رہا کرو یہی حکم قرآن میں بھی دیا گیا ہے "قوموا لله قانتين" یعنی اللہ کے حضور پر سکون کھڑے ہو، جس سے رفع یدین کا خلاف اولیٰ ہونا بالکل ظاہر ہے۔ (مجموعۂ رسائل ومقالات از: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب)

حدیث مذکور پر امام بخاریؒ کا اعتراض

امام بخاریؒ نے "جزء رفع الیدین" میں ہمارا یہ استدلال نقل کیا ہے پھر اس پر دو اعتراض کیے ہیں اور ترک رفع پر استدلال کرنے والوں پر بہت برہمی ظاہر فرمائی ہے۔

پہلا اعتراض: امام صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں قیام وغیرہ کی حالت سے متعلق نہیں یہ تشہد اور سلام سے متعلق ہے دلیل یہ کہ عبید اللہ بن القبطیہ نقل کرتے ہیں بایں الفاظ "كنا اذا صلّينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا السّلامُ عليكم ورحمةُ اللهِ وبركاته واشارَ بيده إلى الجانبين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علاما تُؤمُّونَ بايديكم كأنّها اَذْناب خيْلٍ شُمسٍ إنّما يكفى احدكم ان يَضعَ يَدَه على فخذِهِ ثُم يسلِّم اَخيه مِن على يمينه وشِمَالِه. (صحیح مسلم ۱/۱۸۱) (بحوالہ مجموعۂ رسائل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی ص ۱۵)

ترجمہ: جب ہم آپ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھتے تو سلام کے وقت "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہنے کے ساتھ ہاتھوں کو بھی اٹھاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس عمل کو دیکھ کر فرمایا تم اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دم کی طرح کیوں اٹھاتے ہو، تمہارے لیے بس یہی کافی ہے کہ اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں بائیں اپنے بھائی کو سلام کر لیا کرو۔

دوسرا اعتراض: دوسرا اعتراض امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کیا کہ اگر اس روایت سے ترک رفع پر استدلال کو درست قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تکبیر تحریمہ اور عیدین کے موقع پر بھی اس کو ممنوع قرار دیا جائے کیوں کہ "اُسکنو في الصلوة" میں کوئی استثناء نہیں، ہر موقع کا رفع اس کے عموم میں داخل ہے۔

امام بخاری نے ان اعتراضات کو بڑی اہمیت دی ہے اور حضرت ہی کے نام لیوا آج کل کے

غیر مقلدین نے بھی اس کو سر پر چڑھایا ہے۔
فرماتے ہیں کہ جسے علم کا کوئی حصہ بھی نصیب ہو وہ اس روایت سے ترک رفع پر استدلال نہیں کر سکتا، استدلال کرنے والوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کا انتساب ہے، جو آپؐ نے نہیں کہی وغیرہ۔ لیکن امام بخاری کا یہ کہنا عذر ہے اس لیے کہ ان کے بارے میں یہ بات مسلم ہے کہ وہ کسی مسئلہ میں کوئی رخ اختیار کر لیتے ہیں تو دوسرے رخ سے تقریباً صرف نظر کر لیتے ہیں اس لیے وہ معذور ہیں۔

اعتراض کا پہلا جواب:

صحیح بات یہ ہے کہ ان اعتراض میں کوئی وزن نہیں، یہ اشکال حضرت جابر بن سمرہ کی دونوں روایتوں کو ایک قرار دینے سے پیدا ہوا ہے۔ جب کہ دونوں کو ایک قرار دینا یا ایک کو دوسرے کی تفسیر قرار دینا زبردستی کی بات ہے۔ دونوں کے سیاق وسباق میں کئی طرح کا فرق ہے صرف اتنی بات مشترک ہے دونوں روایتیں حضرت جابر سے مروی ہیں، اور دونوں میں ایک تشبیہ سے کام لیا گیا ہے، وجوہ فرق مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) پہلا فرق یہ کہ حضرت تمیم کی روایت میں یہ وضاحت ہے کہ آپ نماز میں نہیں تھے صحابہ نوافل پڑھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مسلم اور نسائی کی روایت میں **خَرَجَ علینا رسول اللّٰہ**" ہے اور مسند احمد کی روایت میں ایک جگہ "**دخل علینا رسول اللّٰہ**" ج ۵ ص ۱۰۷۔ دوسری جگہ "**انه دخَلَ الْمَسجدَ فَأَبْصَرَ قومًا**" ج ۵ ص ۹۳ کے الفاظ ہیں جن کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ نماز میں نہیں تھے حجرہ سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اس وقت آپؐ نے دیکھا تو منع فرمایا، جب عبید اللہ بن القبطیہ والی روایت میں ہر جگہ "**کنا إذا صلینا مع رسول اللّٰہ**" یا اس طرح کے الفاظ ہیں جن کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ شریک نماز تھے۔

(۲) دوسرا فرق یہ کہ حضرت تمیم والی روایت کے بعض طرق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے درمیان رفع یدین بعض لوگ کر رہے تھے سب نہیں مثلاً: **دخل المسجد فَأَبْصَرَ قوما قد رفعوا ایدیهم**" کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے تو بعض لوگوں کو رفع یدین کرتے دیکھا، تمام صحابہ اس میں شریک نہیں ہو سکتے کیوں کہ بعض نوافل میں مشغول نہیں تھے جب عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ ہم

رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو سلام کے وقت ہاتھ اٹھایا اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس میں تمام صحابہ شریک تھے اور اس فرق کی بنیاد پر بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ دونوں واقعات الگ الگ ہیں۔

دوسرا جواب:

خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت جابر بن سمرہ کی دونوں روایتیں الگ الگ ہیں یہ کوئی اصول نہیں کہ بعض وجوہ اشتراک کی بنیاد پر ایک صحابی کی دو روایتوں میں سے ایک کو دوسرے کی تفسیر یا وضاحت قرار دیا جائے اگر بالفرض دونوں روایتوں کو ایک قرار دیا جائے تب بھی یہ کہا جائے گا کہ اَلْعِبْرَۃُ لِعُمُومِ اللَّفْظِ لا لخصوص السَّبَب یعنی سبب خاص رہا ہو کہ لوگ سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کررہے تھے لیکن آپ علیہ السلام نے حکم عام الفاظ میں دیا اسکنو فی الصلوۃ (مسلم) اور یہی قرآنی آیت قوموا للّٰہ قانتین کا تقاضا بھی ہے۔ (مجموعہ رسائل ص ۴۷ مرتب حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری مدظلہ)

دلیل نمبر (۲)

حدثنا هناد وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب، عن عبدالرحمن الاسود عن علقمه قال قال عبدالله بن مسعود الا اُصلّی بکم صلاۃ رسولِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی فَلَم یرفع یدیه إلا فی اوّل تکبیرۃٍ، قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبه یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی والتّابعین وهو قول سفیان واهل الکوفة (جامع ترمذی ج ۱ ص ۵۹ ر جاله رجال مسلم، سنن ابی داؤد ج۱ ص ۱۰۹ ورجاله رجال الصحیحین، سنن نسائی ج ۱ ص ۶۱/ ۱۵۸ مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۵۱ و ج ۶ ص ۱۱۵ مصنف ابن ابی شیبه ج۱ ص ۲۱۷ بیهقی ج ۲ ص ۷۸ محلی ابن حزم ج ۳ ص ۲۳۵، شرح السنة بغوی ج ۳ ص ۲۴ یہ حدیث مجموعہ رسائل میں (مرتب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب) متعدد صفحات میں مختلف الفاظ کے ساتھ نقل کی گئی ہے سب کا مفہوم تقریبا ایک ہی ہے البتہ سند سب کی الگ الگ ہے اس لئے صرف حوالہ پر اکتفا کیا جارہا ہے ۱۲)

ترجمہ: علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کیا میں نہ دکھاؤں تمہیں

اس طرح نماز پڑھ کر جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے؟ (یہ کہہ کر انھوں نے) نماز شروع کی تو رفع یدین ایک دفعہ (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ نہیں کیا، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تشریح:

ترک رفع کے مستدلا میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کو اصل قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت عملی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا میں تمھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھلاؤں ظاہر ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ جو عمل پیش کیا جائے گا وہ اتفاقا یا احیانا کیا جانے والا عمل نہیں ہوسکتا وہ عمل ہمیشہ کیا جانے والا یا کم از کم کثرت کے ساتھ کیا جانے والا ہونا چاہئے چنانچہ اس کے بعد جو عمل آپؓ نے دکھلایا وہ یہ تھا کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے اور پھر رفع یدین نہیں کیا۔

اقرب الی الفہم بات:

(۱) یہ روایت ترک رفع کے سلسلے میں صاف اور صریح ہے حضرت ابن عمر کی رفع والی روایت کی طرح اس میں وقف اور رفع کا اختلاف نہیں (۲) اس کے الفاظ میں اضطراب نہیں۔ (۳) راوی کا عمل روایت کے خلاف نہیں اور الفاظ میں یہ نہیں ہے کہ ترک رفع کا صرف ثبوت ہو بلکہ راوی ایسے الفاظ میں بات کہہ رہا ہے جس سے ترک رفع پر اتفاقا عمل کرنے کے بجائے کثرت کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہونے کی بات واضح ہوتی ہے۔ (۴) پھر یہ کہ صحابہ وتابعین کا عمل اس کی تائید میں ہے۔ (مجموعۂ رسائل ص ۳۲ حضرت مولانا ریاست علی صاحب مدظلہ)

مسلک کی پیروی میں عبداللہ بن مسعودؓ کی شان میں گستاخی

اس سلسلے میں سب سے زیادہ حیرت انگیز اور افسوس ناک اعتراض وہ ہے جسے امام بیہقی نے فقیہ ابوبکر بن اسحاق کے حوالہ سے سنن بیہقی میں نقل کیا ہے یہ مسلک کی پیروی میں حدود سے تجاوز کی بدترین مثال ہے۔

اور آج کل کے نام نہاد اہلِ حدیث بھی یہی کہتے ہیں کہ رفع یدین کے سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھول ہوجانا کوئی انوکھی بات نہیں ہے اس لئے کہ ان سے معوذتین کے سلسلے

میں ایسی بھول ہوئی ہے جس میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوا۔

وہ اس چیز کو بھی بھول گئے جس کے منسوخ ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے جیسے تطبیق (دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کو ایک دوسرے سے ملا کر رکوع کی حالت میں گھٹنوں کے درمیان کر لینا) اس کے علاوہ اور بھی جزئیات بیان کی ہیں، پھر یہ کہا کہ اگر عبداللہ بن مسعود ان چیزوں کو بھول سکتے ہیں تو رفع یدین کو بھی بھول سکتے ہیں۔ (مجموعہ رسائل مولانا ریاست علی صاحب ص ۳۸)

تبصرہ: ظاہر ہے کہ اس روایت پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی شان میں گستاخی ہے، اس مسئلہ میں بھول کا کیا موقع ؟ جو عمل سینکڑوں بار روزانہ کیا جارہا ہو اور ہزاروں صحابہ توجہ دلانے والے موجود ہوں وہاں اس طرح کی بات بالکل لغو ہے، یہ عمل تو حضرت نے بہت ہی تثبت کے ساتھ اختیار فرمایا ہے، اور ان کے تلامذہ نے بھی بلا اختلاف اتفاقِ رائے اس کو قبول کیا ہے

جن لوگوں نے حضرت کی طرف نسیان کی نسبت کی وہ سنجیدگی میں نہیں بلکہ طنزیہ انداز میں انھوں نے کہی ہے انہیں یہ ادب ملحوظ رکھنا ضروری تھا کہ وہ کس ذات کی طرف ایسی بات منسوب کر رہے ہیں۔

"بخاری" کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خذوا القرآن من اربعة (بخاری ج ۲، ۷۴۸، وج ۱ص ۵۳۱)

ان چاروں میں پہلا نام حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہے اسی طرح مسند احمد میں ہے مَا حَدَّثَكُمُ ابنُ مسعودٍ فصَدِّقُوه کہ ابن مسعود جو حدیث بیان کریں اس کی تصدیق کرنا حضرت عبداللہ بن مسعود السابقون الاوّلون میں سے ہیں، اسلام لانے والوں میں چھٹا نمبر ہے اسلام قبول کرتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انَّکَ غُلامٌ مُعلَّمٌ تم تو تعلیم یافتہ جوان ہو اور صاحب الہجرتین ہیں صاحب السواک والنعلین کہلاتے ہیں بالاتفاق فقیہ الامت ہیں (اللہ ہمیں صحابہ کی شان میں گستاخی سے بچائے آمین)

دلیل: (۳) روىٰ ابو حنيفة، عن حمّاد، عن ابراهيم، عن الأسود، أن عبد اللّٰه بنَ مسعودؓ كان يَرفعُ يديهِ في اوّلِ التكبيرِ ثُم لا يَعُودُ لشيءٍ من ذٰلك

ویُؤثِر ذٰلک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عقود الجواہر المنیفہ ج ۱ ص ۱۰۱ بحوالہ مجموعۂ رسائل ص ۲۷)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ نے روایت کی حماد سے ابراہیم سے انھوں نے اسود سے کہ عبداللہ بن مسعود رفع یدین کرتے تھے تکبیر کے شروع میں پھر اس کا اعادہ نہیں کرتے تھے اور اس کو نقل کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔

دلیل (۴) عن علقمة عن عبد الله بن مسعود قال صلّیتُ خلفَ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و أبی بکر و عمر فلَم یرفَعُوا أیدیَهم إلّا عند افتتاح الصلاة (بحوالہ بالا حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی والسنن الکبریٰ للبیھقی ۲ ص ۷۹)

ترجمہ: علقمہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن مسعود سے انھوں نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر وعمر کے پیچھے نماز پڑھی تو ان سب نے صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کیا۔

دلیل (۵) حدثنا محمد بن الصباح البزاز، نا شریک، عن شریک، عن یزید بن ابی زیاد، عن عبدالحمن بن أبی لیلیٰ عن البراء أنّ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا افتَتَح الصلاة رَفَع یَدیْهِ إلیه إلیٰ قریب من أُذنیه ثُم لاَ یَعُوْدُ (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۰۹ یہ حدیث بھی متعدد اسانید سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے مطلب سب کا ایک ہے، اس لیے صرف حوالہ نقل کیا جا رہا ہے، (شرح معانی الاثار ج ۱/ ۱۳۲، جامع الاسانید والسنن ج ۲ ص ۵۶، وقال المحشی أخرجه الامام احمد ج ٤ ص ۲۸۲ مسند ابو یعلی، ج: ۳، ص: ۲٤۸/ ۲٤۹ مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۷۰/ ۷۱، سنن دار قطنی ج ۱ ص ۱۱۰ مصنف ابی شیبہ، ج: ۱، ص: ۲٦۷، بحوالہ مجموعہ رسائل مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی، تمام الفاظِ حدیث اس کتاب میں موجود ہیں۔ ۱۲)

ترجمہ: حضرت براء سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے قریب لے جاتے پھر رفع یدین کرتے تھے۔

دلیل (٦) حدثنا الحمیدی قال حدثنا ...... قال حدثنا الزھری قال اخبرنی الم بن عبداللّٰہ عن أبیہ قال رأیتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا افتَتَحَ

الصلاۃ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَمَنکِبَیْہِ وإذا اَرادَان یرکع وبعدَمَا یرفَعُ راسہ من الرّکوع فلا یَرفَعُ ولا بینَ السجدتین (مسند حمیدی، ج: ۲، ص: ۲۲۷) ترجمہ: سالم ابن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے آقا کو دیکھا جب آپؐ نے نماز شروع کی تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا اور رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کیا اور نہ سجدوں کے درمیان ہاتھوں کو اٹھایا۔

مستخرج ابوعوانہ (جو محدّثین کے یہاں صحیح بخاری و مسلم کی طرح کتب صحاح میں شمار ہوتی ہے) اور امام بخاری کے اہم ترین استاد امام حمیدی کی مسند میں مذکور ہے، یہ حدیث سند کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے، نیز علّت و شذوذ سے بھی بری ہے اور ترک رفع یدین میں بھی صریح ہے۔

دلیل (۷) عن عبد اللّٰہ بن عون الخراس، ثنا مالک، عن الزھری، عن سالم عن ابن عمر أن النبیؐ کَانَ یَرفَعُ یدیہ أذا افتتحَ الصلاۃ ثُمَّ لا یعودُ (ذکرہ البیھقی فی الخلافیات ج: ۱، ص: ٤٠٤)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

تبصرہ: یہ حدیث ترکِ رفع یدین میں بالکل صریح ہے جس میں کسی تاویل و توجیہ کی کوئی گنجائش نہیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے راوی حضرت ابن عمرؓ ہیں۔

دلیل (۸) حدثنا ابن داؤد، قال حدثنا نعیم قال حدثنات الفضل بن موسی قال حدثنا ابن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبیؐ قال تَرفَعُ الأیدی فی سبع مواطنَ فی افتتاح الصلاۃِ وعند البیتِ وعلی الصَّفَا و المَروۃِ، و بعَرفات، وباالمزدلفۃِ، و عند الجمرتینِ. (شرح معانی الاثار ج: ۱، ص: ۳۹، وسندہ حسن)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات موقعوں پر ہاتھ اٹھائے جائیں ابتدائے نماز میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت صفا مروہ پر عرفات میں (بعد زوال کے وقوف کے وقت) مزدلفہ میں (بوقت وقوف) اور جمرتین پر کنکری مارنے کے وقت)

تشریح: اس حدیث میں صاف طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ عام نمازوں میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے گا لہٰذا اس حدیث قولی سے بھی ترکِ رفع معلوم ہو رہا ہے۔

دلیل (۹) عن نعیم المجمر وأبی جعفر القاری عن أبی هریرة أنه کَانَ یَرفَعُ یدیه إذا کان إفتتحَ الصلاةَ ویکبِّر کلما خَفَضَ وَرَفَع ویقول أنا اَشبَهُکم صلاةَ برسولِ اللّٰه (التمهید للحافظ ابن عبد البر، ج :۹ ،ص: ۲۱۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے (اور بقیہ) جھکنے اور اٹھنے کے وقت صرف تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تم میں سب زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے ساتھ مشابہت رکھتا ہوں۔

تشریح: اس روایت سی بھی یہی ثابت ہیکہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے، یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ (مجموعہ رسائل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب)

دلیل (۱۰) حدثنا ابن ابی داؤد قال حدثنا نعیم بن حماد قال ثنال وکیع عن سفیان، عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبد الله عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أنه کَانَ یرفع یدیه فی أول تکبیرةٍ ثم لاَ یعودُ. (شرح معانی الاثار ج ۱ ص ۱۳۲ وإسناده قوی) ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ تکبیر کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔ (حوالہ بالا)

☆ تلک عشرة کاملة ☆

اصل مسئلہ کی تنقیح:

اصل مسئلہ کی تنقیح کے لیے مسئلہ کی تاریخی نوعیت کو زیرِ بحث لانے کی ضرورت ہے کہ عہد رسالت میں کس جانب عمل کی کثرت رہی، احادیث میں کس جانب پائی جانے والی قلت وکثرت کی وجہ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ ائمہ متبوعین میں امام ابوحنیفہ امام مالک کے ترک رفع کو ترجیح دینے

کے باوجود امام شافعی اور امام احمد کے زمانے میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی، اس لیے ان موضوعات کا مختصر تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

احادیث میں ترک و رفع:

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ احادیث میں رفع اور ترک رفع دونوں ہی مذکور ہیں۔

حضرات محدثین کا ذوق اور طریقہ یہ ہے کہ وہ رواۃ کی کثرت پر نظر رکھتے ہیں، لیکن ارباب تحقیق کے نزدیک راویوں کی کثرت ہر موقع پر اس بات کی ضمانت نہیں کہ عمل بھی کثرت سے رہا ہو۔ اس لیے جس طرح راویوں کی کثرت وقلت سے بحث کی جاتی ہے اس سے زیادہ ضروری بحث ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے یہاں رفع کی کثرت رہی یا ترک رفع کی۔

روایات سے یہ معلوم کرنا آسان ہے کہ عہد رسالت میں زیادہ تر عمل ترک رفع پر ہوتا رہا مثلاً مغیرہ بن مقسم نے حضرت ابراہیم نخعی سے وائل بن حجر کی رفع یدین کی روایت پیش کر کے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت وائل ؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے ایک بار دیکھا ہے، تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ترک رفع کرتے ہوئے پچاس بار دیکھا۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ابراھیم نے نہایت منصفانہ تبصرہ کیا ہے کہ رفع یدین کا انکار نہیں کیا لیکن یہ بات خاص طور پر ارشاد فرمائی کہ سنت مرفوعہ میں رفع کو ترک سے ایک اور پچاس کی نسبت ہے یعنی رفع کا عمل بہت کم ہے اور ترک رفع کا بہت زیادہ یا مثلاً اسی بات پر غور کیا جائے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کے راوی کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ ہے لیکن رکوع وغیرہ میں رفع یدین کے راویوں کی تعداد اس سے بہت کم ہے جبکہ رفع یدین جیسے کثیر الوقوع عمل کے نقل کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہونی چاہیے، لیکن یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیے کہ رفع یدین ایک وجودی فعل ہے جس کو سب لوگ دیکھتے ہیں اور نقل کرتے ہیں اور ترک رفع غیر وجودی چیز ہے جس کا نقل کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ (مجموعہ رسائل ومقالات حضرت مولانا ریاست علی صاحب ص:۶۱ :۳۱۵)

خلافت راشدہ میں ترک و رفع:

عہد صحابہ میں کسی مسئلہ پر عمل کی کثرت وقلت جاننے کا آسان طریقہ خلافت راشدہ کی طرف

رجوع کرنا بھی ہے، نیز یہ کہ خلفاء راشدین کی سنت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کی طرح واجب الاتباع قرار دیا ہے اس لیے خلافت راشدہ میں کسی بھی معاملہ میں جو بھی طریقہ اختیار کیا گیا اس کو مسلمانوں کے درمیان قبول عام حاصل ہوا۔

اگر رفعِ یدین پر عمل کرنے والے بکثرت ہوتے تو مدینہ طیبہ میں ہر شخص اسی کو اختیار کرتا اور حضرت ابن عمر کو اس عمل کے یاد دلانے کے لیے جد و جہد کی ضرورت نہ پڑتی جیسا کہ حضرت لوگوں کو پتھر مارا کرتے تھے، رفعِ یدین کے لیے جب حضرت ابن عمر کی زبردست کوشش کے باوجود امام مالک کے زمانے تک مدینہ میں تارکین کی کثرت ہے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خلفاء راشدین میں سے کوئی ایک بھی رفعِ یدین پر عمل پیرا نہیں ہے۔

خلفاء راشدین کا عمل:

(۱) سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کا زمانہ ہے جو صحابہ کرام میں پیغمبرؐ کے احوال اور علوم کے سب سے بڑے امین ہیں اور اعلم شمار کیے جاتے ہیں ان کے یہاں رفعِ یدین کی تعلیم کا یقیناً ثبوت نہیں عمل کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے بیہقی میں قابل اعتماد سند کے ساتھ منقول ہے۔ صليت خلف النبيؐ وأبي بكر وعمر فلم يرفعوا أيديهم إلا عند افتتاح الصلاة (بیھقی ج ۱ ص ۱۳۸) ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر صدیق وعمر فاروق کے پیچھے نماز پڑھی یہ لوگ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

تبصرہ: روایت میں ایک راوی محمد بن جابر ہیں ان پر کلام بھی کیا گیا ہے اور ان کی توثیق بھی کی گئی ہے بہر حال روایت درجۂ حسن سے نیچے کی نہیں ہے اور اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رفعِ یدین نہ کرنے کی صراحت ہے، اور علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ رفع حضرت ابوبکر سے ثابت ہی نہیں (آثار السنن ص ۱۱۱)

امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطابؓ کا عمل:

(۲) حضرت سے دونوں طرح کی روایات آرہی ہیں اور ان کے یہاں بھی رفعِ یدین کا التزام نہیں ہے جن راویوں کے ذریعے رفع کی روایت آرہی ہے وہ بھی صحیح کے راوی ہیں لیکن ترکِ

رفع کے راوی ان سے زیادہ مضبوط ہیں۔

چنانچہ "طحاوی" اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بسند صحیح منقول ہے۔

عن الأسود قال رأيتُ عُمرَبن الخطاب يَرفَعُ يديه فِي أوّل تكبيرة ثم لاَ يعودُ

(اثار السنن ص:۱۱۱)

ترجمہ: اسود کہتے ہیں میں نے عمر ابن الخطاب کو دیکھا کہ تکبیر کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

اسود حضرت عبداللہ بن مسعود کے خصوصی شاگرد ہیں دو سال تک حضرت عمر کی خدمت میں بھی رہے ہیں علقمہ بھی ان کے ساتھ تھے اور حضرت عمر کی ہدایت کے مطابق انہوں نے تطبیق کا عمل ترک کردیا تھا لیکن ترک رفع کو برقرار رکھا اور زندگی بھر ترک رفع پر عامل رہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت عمر کو ترکِ رفع ہی پر عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے جس کو وہ نقل کررہے ہیں امام طحاوی نے حضرت عمر کے اس اثر کو نقل کرکے ترک رفع کی ترجیح پر مدلّل گفتگو کی ہے۔

تیسرے خلیفہ کا عمل:

(۳) تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ ہے ان کا شمار رافعین کی فہرست میں ہے ہی نہیں قرین قیاس یہی ہے کہ وہ اپنے پیش رو خلفاء کی طرح ترک رفع پر عامل رہے کیونکہ رفع ایک وجودی فعل ہے اگر رفع ہوتا تو اس کا منقول ہونا ضروری تھا ترک رفع غیر وجودی فعل ہے اور اس کا نقل ہونا ضروری نہیں۔

چوتھے خلیفہ کا عمل:

(۴) چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ ہیں ان سے رفع و ترک دونوں منقول ہے لیکن رفع کے ناقل بہت کم ہیں یعنی ایک یا دو افراد ہیں، اور ترکِ رفع کے ناقل تمام اہل کوفہ ہیں اور حضرت علی کے تمام تلامذہ تارکین ہیں اور یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ حضرت علی کے نزدیک ترکِ رفع کا عمل راجح اور بکثرت تھا۔

إنّ عليا كان يرفع يديه إذا افتتح الصّلاة ثم لا يعود. (آثار السنن ص:۱۱۲)

ترجمہ: حضرت علیؓ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

حضرت علی کا ترکِ رفع بسند صحیح "طحاوی" "مصنف ابن ابی شیبہ" اور "بیہقی" میں موجود ہے۔

تبصرہ: خلافتِ راشدہ میں رفع اور ترکِ رفع کی کیفیت پوری ہوئی اس سے معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپؐ کے مصلّے پر ستره نمازیں پڑھانے والے کا کیا عمل رہا اسی طرح آپؐ کے پردہ فرما جانے کے بعد آپؐ کے مصلّے پر آنے والے خلفاء راشدین کا کیا عمل رہا۔

ترکِ رفع کو مزید منقح کرنے کے لیے امام صاحب کا مناظرہ امام اوزاعی کے ساتھ اسی طرح حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہی قدس سرہ کا مناظرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

امام اعظمؒ کی امام اوزاعی سے گفتگو:

امام اعظم سے امام اوزاعی نے دار الحناطین میں یہ پوچھا کہ آپ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفعِ یدین کیوں نہیں کرتے؟ امام اعظم نے جواب دیا کہ یہ رسولؐ سے ثابت نہیں، امام اوزاعی نے کہا وہ کیسے؟ جبکہ مجھ سے "زھری" نے بہ سند "سالم" عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپؐ افتتاحِ صلاۃ میں اور رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفعِ یدین فرماتے تھے امام اعظم نے جواب دیا کہ مجھ سے "حماد" نے بہ سند "ابراھیم" عن "علقمہ" "والاسود" عن عبد اللہ ابن مسعود یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتتاح صلاۃ کے علاوہ کہیں رفعِ یدین نہیں فرماتے تھے۔

امام اوزاعی نے کہا کہ میں آپ کے سامنے زہری عن سالم عن ابن عمر کی سند سے حدیث پیش کر رہا ہوں اور آپ "حماد" عن "ابراھیم" کی سند سے پیش کر رہے ہیں۔ امام اعظم نے جواب دیا حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہیں اور ابرہیم سالم سے زیادہ اور علقمہ فقہ میں ابن عمر سے کمتر نہیں تھے۔ اگر چہ حضرت ابن عمر کو صحابیت کے سبب افضلیت حاصل ہے، اور اسود بھی بڑے صاحبِ علم و فضل تھے اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہی ہیں، چنانچہ امام اوزاعی خاموش ہو گئے۔ (حاشیہ ابن ماجہ ص:۶۱، ج:۱ شاہ عبد الغنیؒ و حاشیہ بخاری)

اعتراض: یہ بات عوام میں مشہور ہے کہ اس مناظرہ کی کوئی سند نہیں ہے کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف۔

قال العلامة اللكنوى فى "الاجوبة الفاضلة" قد اشتهر بين العوام أن هذه المناظرة لا سندلها لا صحيحاً ولا ضعيفاً.

جواب: ایسی بات نہیں ہے بلکہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی نے اس کو مسنداً بیان کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

حدثنا محمدبن ابراهيم بن زهاد الرازى حدثنا سليمان بن الشاذ قال: سمعت سفيان بن عيينة يقول: اجتمع ابو حنيفة والاوزاعى فى دار الحناطين بمكة. والحارثى امام حافظ مشهور ذكره الذهبى فى "تذكرة الحفاظ" (اعلاء السنن قواعد فى علوم الفقه ١٥ / ٣١٨ نیز یہ واقعہ حاشیہ بخاری میں بھی موجود ہے ص ۱۰۲)

لہٰذا یہ اعتراض بیجا ہے کیوں کہ اس کی صحیح سند موجود ہے۔

حضرت مفتی محمود حسنؒ کا مناظرہ

حضرت مفتی صاحب کسی جگہ جلسہ میں تشریف لے گئے وہاں کچھ غیر مقلدین آئے انھوں نے کہا ہم آپ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا میں تو مناظرہ نہیں کرتا میں یہاں تقریر کرنے کے لیے آیا ہوں بہت اصرار کے بعد حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے تم تیاری کر کے آنا وہ لوگ آئے پھر حضرت سے پوچھا کہ پہلے دلیل آپ دیں گے یا میں حضرت نے فرمایا تم ہی دو چنانچہ اس نے ثبوت رفع یدین پر سترہ صحابہ کرام کی روایت کو پیش کیا۔

حضرت کھڑے ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ اس نے کتنی روایت پیش کی ہیں سب نے کہا سترہ پھر حضرت لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ بتاؤ صحابہ کرام کی تعداد کتنی ہے سب نے کہا ایک لاکھ چوبیس ہزار اور روایت کتنی پیش کیں ۱۷ تو پھر باقی صحابہ کرام کیا کرتے تھے، غیر مقلد لاجواب ہو گیا

نوٹ: اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام محمدؒ کی وضاحت اور ان کا چیلنج اسی طرح علامہ کشمیری کے قول کی وضاحت اور ان کے کچھ افادات کو ذکر کیا جائے تا کہ مسئلہ کو سمجھنے میں مزید تقویت ملے۔

حضرت امام محمدؒ کی وضاحت:

امام محمدؒ نے کتاب الحج میں اس طرح بیان کیا ہے کہ پہلے حضرت ابن عمر کی روایت کو قائلینِ

رفع کے استدلال میں ذکر کیا، پھر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے بسند قوی یہ بات ثابت ہے کہ وہ تکبیرِ افتتاح کے علاوہ کسی جگہ رفعِ یدین نہیں کرتے تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رسول پاکؐ کے بارے میں عبداللہ بن عمر سے بہت زیادہ علم رکھتے تھے اس لئے کہ ہمیں روایت پہنچی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ جب نماز کو قائم کیا جائے تو اولی النھی واولوالاحلام یعنی عقل اور کمال عقل رکھنے والے صحابہ مجھ سے قریب رہا کریں امام طحاوی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ مہاجرین اور انصار قریب کھڑے ہوں اور پھر ان کے بعد اس وصف میں دوسرے درجے والے پھر ان کے بعد تیسرے درجے والے، اس لیے ہم نہیں سمجھتے کہ جب رسولؐ نماز پڑھائیں تو اہل بدر کے علاوہ کوئی صحابی اگلی صف میں رہ سکیں گے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد نبوی میں پہلی اور دوسرے صف میں تو اہلِ بدر اور ان جیسے اربابِ فضیلت ہی رہیں گے اور حضرت عبداللہ بن عمر جوانوں کی صف میں ان سے پیچھے رہیں گے اس لئے ہمارا یقین ہے کہ حضرت علی حضرت ابن مسعود اور ان جیسے اہلِ بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے کیونکہ یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا عمل کر رہے ہیں اور کونسا عمل ترک کر رہے ہیں اس کو سب سے زیادہ یہی لوگ جانتے ہیں، اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ امام مالک نے نعیم بن عبداللہ اور ابوجعفر انصاری سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوھریرہؓ ان کو نماز پڑھاتے تھے تو تکبیر ہر خفض اور رفع کے موقع پر کہتے تھے اور رفعِ یدین صرف افتتاحِ صلاۃ کے وقت کرتے تھے حضرت ابوہریرہ کی بیان کردہ حدیث بھی حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کی روایت کے مطابق ہے، لیکن ہمیں حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کے بعد اس کی کوئی ضرورت نہیں مگر آپ ہی کی حدیث سے آپ کے خلاف استدلال کے لیے ہم نے اس کو بھی ذکر کیا ہے۔

امام محمد کی روایت سے یہ بات واضح ہے کہ رفعِ یدین کے مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی کی روایت کو ترجیح کی بنیاد ان حضرات کا نماز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب اور آپ کی احوال سے زیادہ واقفیت ہے اور دوسرے یہ کہ تعامل بھی اسی پر ہے۔ (مجموعہ رسائل ومقالات حضرت مولانا ریاست علی صاحب ص: ۲/۵۷، خطباتِ صفدر ص: ۲۹۰)

حضرت امام محمدؒ کا چیلنج:

امام محمد جو امام بخاری کے دادا استاذ ہیں انہوں نے رفعِ یدین کے قائلین سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے قریب اولوا النھی واولوا الاحلام یعنی عقل اور کمال عقل رکھنے والے کھڑے ہوں امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ مہاجرین اور انصار کھڑے ہوں، امام محمد فرماتے ہیں کہ مہاجرین میں اہلِ بدر کا مقام بلند ہے اس لیے کوئی ہمیں اہلِ بدر مہاجرین سے یہ حدیث دکھائے رفعِ یدین کی پھر اس پر عمل بھی جاری ہو یعنی وہ راوی خود بھی رفعِ یدین کرتا رہا ہو فرماتے ہیں قیامت تک پیش نہیں کر سکتے، چنانچہ امام محمد کا چیلنج آج تک ان لوگوں پر قرض ہے، ذہن نشین رہے کہ حضرت ابن عمر و مالک بن الحویرث بدری صحابہ میں سے نہیں ہیں۔ (خطباتِ صفدر ص: ۲۹۰/۲۶۵)

علامہ کشمیریؒ کی وضاحت:

اس جگہ پر ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں جس کو غیر مقلّدین بہت اچھال رہے ہیں کہ علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں کہ رفعِ یدین کی روایات سنداً بھی متواتر ہیں اور عملاً بھی اور ترک رفع کی روایات صرف عملاً متواتر ہیں، اس کے بعد جو بات انہوں نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ سندی تواتر عملی کے مقابلے میں کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ قرآن پاک کی آیات سنداً متواتر نہیں بلکہ تلاوت متواتر ہیں اس لئے کبھی کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ آیات کا سندی تواتر نہیں ہے، اس لئے ان کا درجہ بخاری و مسلم کی روایات سے کم ہے، دوسرے بات انہوں نے یہ فرمائی روایت اکثر فعل کی ہوتی ہے ترک کی روایت بہت کم ہوتی ہے اگر کوئی کام کرے تو اس کی روایت ہوگی کہ فلاں نے فلاں کام کیا اگر کوئی کسی کام کو ترک کرے تو اس کی روایت نہیں چلتی۔

مثال (۱) کیونکہ رفعِ یدین کرنا ایک فعل ہے اس لیے اس کی روایات زیادہ ہوں گی اور ترک فعل نہیں ہے اس لیے اس کی روایت کم ہوگی۔

مثال (۲) جس طرح ساری امت جانتی ہے کہ سجدوں کا رفعِ یدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آدھ دفعہ کا معمول ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرنا چونکہ فعل ہے اس لیے وہ صحابہ کرام

سے مروی ہے اور ترک صرف ایک صحابی سے مروی ہے۔ (خطباتِ صفدر ص:۲۸۹)

ایک اہم بات:

حضرت کشمیریؒ نے فرمایا کہ سند اور فن جرح وتعدیل کی ایجاد کا منشاء تو یہ ہے کہ دین میں ان چیزوں کو داخل ہونے سے روکا جائے جو دین میں سے نہیں ہیں لیکن یہ صورت بھی پیش آئی کہ لوگوں نے صحیح اور سقیم کے درمیان امتیاز کے لیے تعامل سلف سے اغماض کرتے ہوئے صرف سند پر انحصار کر لیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کہیں کہیں دین میں ثابت شدہ چیزوں کو بھی سند کی ترازو پر تولا جانے لگا۔

مسئلہ رفعِ یدین میں بھی یہی ہوا کہ ترک تعامل سے تواتر کی حد تک ثابت ہے لیکن جب اس مسئلہ میں سند پر انحصار کر لیا اور سند کی قوت کی بنیاد پر ترجیح کے عمل کا زمانہ آیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود کی ترکِ رفع والی روایت امام اعظم کے اصح الاسانید والے اس طریق سے تو تلقی بالقبول حاصل نہ کر سکی جسے انہوں نے امام اوزاعی کے مقابلے پر پیش کیا تھا، اور جس طریق سے یہ محدثین تک پہنچی اس پر کلام کی گنجائش تھی تو کسی نے اسے حسن اور کسی نے صحیح قرار دیا جبکہ حضرت ابن عمر کی روایت مضبوط سند کے ساتھ نقل ہوتے ہوئے محدثین تک پہنچی تو وہ اپنے مقررہ اصول کے مطابق تعامل سلف سے اغماض (چشم پوشی) برتتے ہوئے اس کی ترجیح کے قائل ہو گئے امام شافعیؒ چونکہ مسائل میں محدثین کے طریقے کو اختیار کرتے ہیں اس لیے مسئلہ رفعِ یدین میں انہوں نے بھی قوت سند کی بنیاد پر رفعِ یدین کو ترجیح دے دی۔ (تلخیص مجموعہ رسائل حضرت مولانا ریاست علی بجنوری ص:۷۶/۷۷)

علامہ کشمیریؒ کے کچھ افادات:

حضرتِ کشمیریؒ نے دارِ قطنی کی اس روایات جسمیں ابن لیلیٰ نے فرمایا: سمعتُ البراء فی هٰذا المجلس يُحدِّثُ قومًا منهم كعبَ بن عُجرةَ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افتتح الصلاة رفع يديه (سنن دار قطنی، ج:۱، ص:۱۱۰) کہ میں نے حضرت براءؓ کو اس مجلس میں ایک قوم کے سامنے جس میں کعب بن عجرہ بھی تھے یہ فرماتے ہوئے

سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپؐ نے نماز شروع کی تو رفع یدین کیا پھر حضرت علامہ نے چند دیگر طرق نقل کیے پھر روایت کی تقویت کے لیے چند قرائن ذکر فرمائے۔

(۱) بظاہر اس مجلس سے مراد کوفہ کی مسجد اعظم میں ہونے والی مجلس ہے جس کا ذکر روایت میں آتا ہے۔ (مثلاً بخاری ج:۲،ص:۶۴۸) میں ہے کہ عبداللہ بن معقل کہتے ہیں:

قعدتُ إلى كعبِ بن عجرةَ في هذاالمسجدِ أي مسجد الكوفة

ترجمہ: میں بیٹھا کعب بن عجرہ کے پاس اس مسجد میں (کوفہ)

عہد صحابہ میں یہ بہت بڑی مسجد تھی اس کا مؤرخین نے بھی ذکر کیا ہے ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں میری ملاقات یکے بعد دیگرے ایک سو بیس انصار سے ہوئی ہے مقصد اس تفصیل کی ذکر کرنے کا یہ ہے کہ حضرت براء نے یہ بات صحابہ کی مجلس میں ارشاد فرمائی اور سب نے اس کی تصدیق کی تو یہ ترکِ رفع پر اتفاق کا مضبوط قرینہ ہوا۔

(۲) محدثین کا یہ اصول ہے کہ روایت میں کوئی قصہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہو تو یہ راوی کے حفظ کی دلیل ہے اور یہاں پر ایسا ہی ہے۔

(۳) کوفہ کی اس بڑی مسجد میں صحابہ کی موجودگی میں روایت بیان کرنا اس بات کا قوی قرینہ ہے کہ اس مسجد میں ترکِ رفع کا معمول تھا اگر یہ معمول نہ ہوتا جیسے حضرت وائل کی روایت پر حضرت ابراہیم نخعی نے تبصرہ کیا اس طرح کا تبصرہ کسی نہ کسی سے منقول ہونا چاہیے تھا۔

(۴) حضرت براء بن عازبؓ کی زندگی کوفہ ہی میں گزری اور وہیں ان کا انتقال ہوا یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اہلِ کوفہ کا معمول ترکِ رفع کا رہا ہے اگر حضرت براء کی روایت ان کے معمول کے خلاف ہوتی تو یہ بات مشہور ہونی چاہیے تھی۔

خلاصہ: ان تمام باتوں کا تقاضہ یہی ہے کہ حضرت براء بن عازب کی روایت ترکِ رفع کے سلسلے میں قابلِ استدلال ہے اور حضرات محدّثین کی جانب سے ترکِ رفع کے سلسلے میں روایت کو نا قابلِ استدلال بنانے کے لیے جو کہا گیا ہے وہ انصاف سے دور ہے۔ واللہ اعلم۔

اقوالِ تابعین وتبعِ تابعین رحمہم اللہ:

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان شخصیات کے اقوال ذکر کیے جائیں جو بظاہر صحابہ تابعین ہی

ہونگے جن کی تعداد یقیناً ہزاروں سے متجاوز ہونگی جو سب کے سب قرآن عظیم کے عطا کردہ اعزاز "أولئک هم الراشدون" (یہی لوگ راہ یاب ہیں) اور "والتبعوهم باحسانٍ" الایة (جنھوں نے صحابہ کی اتباع کی احسان کے ساتھ) سے سرفراز اسلام کی بزرگ ترین شخصیات قرآن وحدیث اور شریعت اسلامی کو امت تک پہنچانے والے کیا سنتِ رسول کے ترک پر اتفاق کر سکتے ہیں ؟ ہر گز نہیں! ان حضرات کا عمل بھی اس بات کی طرف راہنمائی کر رہا ہے کہ رفعِ یدین نہ کرنا ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنت ہے۔ اور تابعین کے اقوال کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم وکلام صحابہؓ کے صحیح فہم وتشریح کا بہترین ذریعہ ہیں۔

حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ رفعِ یدین نہیں کرتے تھے۔ (۱) حدثنا وکیع وابو أسامة عن شعبة عن أبی إسحاق قال: کان أصحابُ عبدِ اللّٰه وأصحابُ علیٍّ لا یَرفعُون أیدیَهم إلا فِی إفتتاح الصلاة قال وکیعٌ ثم لا یَعُودُون (مصنف إبن عبد شیبه ج: ۱، ص: ۲۶۷ و سنده صحیح علی شرط الشیخین بحوالہ مجموعہ رسائل و مقالات)

ترجمہ: حضرت عبداللہ کے ساتھی اور حضرت علی کے ساتھی ہاتھوں کو صرف نماز کے شروع میں اٹھاتے تھے۔

تبصرہ: شاگردوں کا یہ متفقہ عمل بھی بتلا رہا ہے کہ ان کے استاد یعنی حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کا بھی یہی طریقہ تھا۔

(۲) مشہور محدث وفقیہ بن یزید وعلقمہ بن قیس رفعِ یدین نہیں کرتے تھے۔

حدثنا وکیع، عن شریک، عن الأسود، وعلقمة إنهما کانا یرفعان أیدیهما إذا إفتتحا ثم لا یعودون (مصنف أبن أبی شیبه، ج: ۱، ص: ۲۶۸ بحوالہ مجموعہ رسائل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی)

ترجمہ: اسود اور علقمہ یہ دونوں شروع (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین کرتے تھے۔

(۳) معروف امام حدیث عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا عمل

حدثنا معاویه بن هشیم، عن سفیان بن مسلم الجهنی قال: کان إبن أبی لیلیٰ

يرفعُ يديه أوّل شيءٍ إذا كَبّرَ (مصنف إبن أبى شيبه ، ج: ١ ،ص: ٢٦٨ بحواله بالا)

ترجمہ: ابولیلیٰ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

(۴) تابعی کبیر محدّث شہیر قیس بن ابی حازم کا عمل

حدثنا يحىٰ بن عن إسماعيل قال: كان قيسٌ يرفعُ يديهِ أولَ ما يدخُل فى الصلاة ثم لا يَرفَعُهما (بحوالہ بالا، ۲۶۷)

ترجمہ: قیس جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے پھر نہیں اٹھاتے تھے۔

(۵) جامع حدیث وفقہ، ابراھیم نخعی ورجل صالح خیثمہ بن عبدالرحمٰن کا رفع یدین نہ کرنا۔

حدثنا أبو بكر عن الحجاج ، عن طلحة ، عن خيثمه و ابراهيم قال: كانا لا يرفعانِ أيديَهما إلا فى بدء الصلاة (بحوالہ بالا) ترجمہ: خیثمہ اور ابراھیم صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔

(۶) ابراھیم نخعی اپنے شاگردوں کو رفع یدین سے منع کرتے تھے۔

حدثنا أبو بكربن عيّاش، عن حصين ومغيرة، عن إبراهيم قال: لا ترفع يديک فى شىء من الصلاة إلا فى إفتتاح الأولىٰ (بحوالہ بالا) ترجمہ: اپنے ہاتھ کو تکبیر تحریمہ کے علاوہ مت اٹھا۔

کیا خیر القرون میں لوگ رفعِ یدین کرتے تھے:

اکابر صحابہ تابعین عظام وتبعِ تابعین کے عمل سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ عام نمازوں میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفعِ یدین نہ کرنا قرون مشہود لہابالخیر میں ارباب علم کا عام معمول تھا۔

(۷) معروف راوی حدیث اور تبعِ تابعی ابوبکر بن عیاش کا بیان۔

حدثنى إبن أبى داؤد، قال: حدثنا أحمد بن يونس ، قال: ثنا أبو بكر بن عياش قال ما رأيتُ فقِيهًا قطُّ يفعَلُهُ يرفعُ يديهِ فى غير التكبيرة الأولىٰ (طحاوى ، ج: ١ ،ص: ١٣٤)

ترجمہ: احمد بن یونس سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ میں نے کسی فقیہ کو تکبیرِ اولی

کے علاوہ رفعِ یدین کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

تشریح: اس جید السند روایت سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام کے عہد زرّیں میں علماء فقہ عام طور پر ترکِ رفع پر عامل رہے جس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ عمرو بن مرّہ نے کوفہ کی مسجد اعظم میں حضرت وائل بن حجرؓ کی رفعِ یدین والی حدیث بیان کی تو ابراہیم نخعی نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں شاید حضرت وائلؓ نے اسے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپؐ کے رفعِ یدین کرنے کو یاد کرلیا، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کرام (جو دائمی طور پر حضورؐ کی مجلس میں حاضر باش اور سفر و حضر میں آپؐ کی صحبت میں رہا کرتے تھے) ان میں سے کسی نے بھی اس مسئلے کو یاد نہیں رکھا، میں نے ان میں سے کسی ایک شخص سے بھی رفعِ یدین کا مسئلہ نہیں سنا یہ سب حضرات تو صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ (یہ ترجمہ ہے مؤطا امام محمد ص: ۵۴، کا وسندہ جید)

خلاصہ مباحث اور ترک کی وجوہ ترجیح:

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث دونوں طرف ہیں امام بخاری نے رفعِ یدین کو ترجیح دی ہے اور اس کے لیے دو روایتیں پیش کی ہیں لیکن ان دونوں روایتوں سے کسی بھی طرح رفعِ یدین کا سنت مستمرہ ہونا یا آخری عمل ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لیے یہ کہنا پڑتا ہے کہ محدّثین یا ان کے اصول کے مطابق فیصلہ کرنے والے حضرات ابن عمر کی روایت میں پائی جانے والی سند کی ظاہری قوت سے متاثر ہو کر رفعِ یدین کا سرسری اور سطحی فیصلہ کر گئے اور انہوں نے ترجیح پر استدلال سے پہلے مندرجہ بالا حقیقت اور روایت میں پائے جانے والے طرح طرح کے اضطراب واختلاف کی طرف توجہ نہیں کی ورنہ امام مالک کی طرح ان کا فیصلہ ترکِ رفع کا ہوتا۔

یہ تو ہوا امام بخاری کے مستدلات پر کئے گئے جائزہ کا اختصار جہاں تک اس سلسلے میں پیش کردہ دیگر حقائق کا تعلق ہے تو ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ترکِ رفع راجح ہے جس کی دس وجوہات پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) رفعِ یدین کے رواۃ عہد رسالت میں یا تو جوان صحابہ ہیں یا وہ لوگ ہیں جنہوں نے بارگاہ رسالت میں چند ہی روز قیام کیا ہے یہ لوگ نماز کے بارے میں نازل ہونے والے تدریجی احکام

کے عینی شاہد نہیں ہیں جبکہ ترک رفع یدین کے راوی وہ صحابہ کرام ہیں جو ان احکام کے تجربہ اور مشاہدے سے گزرے ہیں، اور انھوں نے اول سے آخر تک نماز کے بارے میں نازل ہونے والے تدریجی احکام کا پوری بصیرت کے ساتھ علم رکھا ہے اس لیے ترکِ رفع راجح ہے۔

(۲) رفعِ یدین کے راوی صحابہ کرام کا عمل ہمیشہ رفعِ یدین کرنے کا نہیں رہا ان سے ترکِ رفع بھی بہ سند صحیح منقول ہے جبکہ ترکِ رفع کے راوی صحابہ کرام خصوصا عبد اللہ بن مسعود کا عمل ہمیشہ ترکِ رفع کا رہا ان سے رفعِ یدین کا کہیں بھی ثبوت نہیں اس لیے ترکِ رفع راجح ہے۔

(۳) ترکِ رفع نماز کے سلسلے میں قرآن کریم کی اصولی ہدایت قوموا للہ قانتین کے مطابق ہے اور فقہاء احناف روایت میں اختلاف کے وقت قرآنی ہدایت سے زیادہ توافق رکھنے والی صورت کو ترجیح دیتے ہیں یہ ان کا مقررہ اصول ہے اس لیے یہاں بھی ترکِ رفع راجح ہے۔

(۴) رفعِ یدین کی تمام روایات فعلی ہیں پورے ذخیرہ احادیث میں ایک روایت بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی جس میں رکوع کو جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے رفعِ یدین کا امر کیا گیا ہو جبکہ ترکِ رفع کی روایت فعلی بھی ہیں اور قولی بھی اور قولی روایت معارضہ سے محفوظ ہیں جیسے حضرت جابر بن سمرہ کی مسلم شریف کی روایت مالی أراكم رافعي أيدكم - تا - أسكنوا في الصلاة یہ روایت ترکِ رفع کے لیے نص صریح ہے اور اگر فریق ثانی کے خیال کے مطابق اس کو سلام سے متعلق بھی مان لیں تب بھی اثناء صلاۃ میں رفعِ یدین کی ممانعت اسی روایت سے دلالۃ النص کے طور پر بدرجہ اولی ثابت ہے اس لیے ترکِ رفع راجح ہے۔

(۵) نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں احکام کا تغیر توسع سے تنگی کی طرف اور حرکت سے سکون کی طرف ہوا ہے تمام فقہاء رفعِ یدین کے سلسلے میں اسی انداز کو تسلیم کرتے ہیں کیونکہ فرقہ ظاہریہ کے علاوہ تمام فقہاء محدثین چند مقامات کے رفع کو احادیث صحیحہ میں ہونے کے باوجود ترکِ رفع کرتے ہیں گویا اس سلسلے میں چند مقامات پر رفع کا نسخ سب کے نزدیک تسلیم شدہ حقیقت ہے صرف دو مقام پر رفع اور ترکِ رفع میں اختلاف ہے احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ یہاں بھی انہی روایات کو ترجیح دی جائے جن میں ترک کی بات نقل کی گئی ہے۔

(۶) ترکِ رفع کے راوی زیادہ فقیہ ہیں اور تفقہ رواۃ کی بنیاد پر ترجیح دینا بہت سے فقہا

محدثین کے یہاں پسندیدہ طریقہ ہے اس لیے ترکِ رفع راجح ہے۔

(۷) عہد رسالت میں ترکِ رفع پر عمل کی کثرت رہی اور رفعِ یدین پر کم عمل ہوا جیسا کہ حضرت وائل بن حجر کی روایت پر ابراہیم نخعی کے تبصرہ سے واضح ہے کہ دونوں عمل میں ایک اور پچاس کی نسبت رہی اس لیے ترک رفع راجح ہے۔

(۸) خلافتِ راشدہ میں ترکِ رفع کا تعامل رہا اس لیے ترک رفع راجح ہے۔

(۹) مشہور اسلامی مراکز یعنی مدینہ طیبہ میں امام مالک کے دور تک ترکِ رفع پر تعامل رہا، مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن زبیر کی خلافت سے پہلے ترکِ رفع پر تعامل رہا اور کوفہ میں ابتداء کئی صدی تک صرف ترک رفع ہی پر عمل رہا اس لیے ترکِ رفع ہی راجح ہے۔

(۱۰) اساتذہ کے درجے کے دو بڑے امام ترکِ رفع کے قائل ہیں (امام مالک وابوحنیفہ) اور تلامذہ کے درجے کے دو امام (امام شافعی واحمد بن حنبل) رفعِ یدین کے قائل ہیں اس لیے ترک رفع راجح ہے۔

نیز افضل التابعین (۱) قیس بن ابی حازم جو حضرات عشرہ مبشرہ کی زیارت کا شرف رکھتے ہیں (۲) امام عامر الشعبی جنھوں نے پانچ سو صحابہ کو دیکھا ہے اور دو سال حضرت عبداللہ بن عمر کی صحبت میں رہے ہیں (۳) علقمہ بن قیس جو علم وفقہ کے اس مقام پر تھے کہ خود حضرات صحابہ ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے (۴) اسود بن یزید جنھوں نے حضرت عمر فاروق، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور سیدہ عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی ممتاز شخصیات سے اکتساب علم و فیض کیا ہے (۵) ابراہیم نخعی جو عہد صحابہ میں افتاء کی عظیم خدمت انجام دیتے تھے یہ سب کے سب حضرات تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے ان حضرات کے رفع یدین نہ کرنے کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ انھوں نے حضرات صحابہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تھا۔

لہٰذا جو لوگ رکوع میں جانے اور اس سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کو سنت مؤکدہ یا واجب یا فرض کا درجہ دیتے ہیں اور ان مقامات میں رفع یدین نہ کرنے والوں کی نماز کو خلافِ سنت، یا ناقص و باطل بتاتے ہیں ان کی یہ بات شرعی دلائل کے لحاظ سے شاذ بلکہ غلط ہے، فقہائے اسلام اور محدثین عظام کے نزدیک ان کا یہ قول لائق التفات بھی نہیں ہے۔ (مجموعۂ رسائل مرتب حضرت مولانا

حبیب الرحمٰن صاحب ص ۲۷، اصل صفحہ ۴۰۶ / و حضرت مولانا ریاست علی صاحب ص ۸۰ / اصل صفحہ ۳۳۴)

ان حضرات کو ذرا غور و فکر سے کام لینا چاہیے اور تمام احادیث کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے محض ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہنا عقلمند آدمی کا کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ان کو بھی صراط مستقیم پر گامزن فرمائے۔ آمین

چشم بینا تو پہلے کر پیدا
پھر یہ کہنا کہ کوہ طور نہیں

والحمدللہ اولا و آخرا

مسئلہ رفع یدین کے بارے میں امام بخاریؒ کا مذہب ان کے رسالہ جزء رفع یدین کی روشنی میں

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ کا نماز میں رفع یدین کرنے کے بارے میں ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ جو عام طور پر جزء رفع یدین کے نام سے مشہور ہے۔ نیز غیر مقلدین علماء امام بخاری کے اس رسالے کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور ناواقف عوام کو اس دھوکہ میں مبتلا کرتے ہیں کہ امام بخاری کا مسلک رفع یدین کے سلسلے میں ہمارے ساتھ ہے اور یہ رسالہ حضرت نے حنفیوں کے خلاف لکھا ہے، اب ہم سب سے پہلے امام بخاریؒ کے مقصد تالیف کو ذکر کرتے ہیں۔

امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟

عام طور پر غیر مقلدین نماز میں تین جگہ رفع یدین کرتے ہیں، ان کی تمام کتابوں میں انہیں تین جگہوں پر رفع یدین کرنے کے لئے زور دیا جاتا ہے، یعنی نماز کی ابتداء میں رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اب کچھ دنوں سے بعض غیر مقلدین ایک چوتھی جگہ بھی رفع یدین کے قائل ہو رہے ہیں اور وہ ہے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت، اگر امام بخاری کا بھی یہی مسلک ہوتا کہ رفع یدین تین یا چار جگہوں پر مسنون ہے تو وہ اپنے رسالے میں صرف انہیں احادیث کو ذکر کرتے جن سے نماز میں تین یا چار جگہوں پر رفع یدین کا ثبوت ہوتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاری نے ایسا نہیں کیا بلکہ انھوں نے اس رسالہ میں وہ حدیث بھی ذکر کی ہے جس سے ایک دفعہ یعنی ابتدائے نماز میں رفع یدین ثابت ہوتا ہے۔ وہ حدیث بھی ذکر کی جس سے دو جگہ رفع یدین ثابت ہوتا ہے وہ حدیث بھی ذکر کی جس سے تین دفعہ اور چار دفعہ بھی رفع یدین ثابت ہوتا ہے، اور وہ حدیث بھی ذکر کی ہے جس سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ثبوت ہوتا ہے، یعنی امام بخاری کا رفع یدین کے بارے میں وہ مذہب نہیں جو غیر مقلدین کا ہے اور جو انھوں نے احناف کے خلاف باور کرایا ہے بلکہ حضرت کا مقصد مطلق رفع یدین کی مسنونیت کا ہے خواہ ایک مرتبہ ہو یا دو مرتبہ چار مرتبہ ہو یا ہر تکبیر کے ساتھ خواہ نماز میں ہو، دعاء میں، قنوت میں ہو، نماز جنازہ وغیرہ میں ہو۔

امام بخاریؒ نے یہ رسالہ کیوں لکھا:

امام بخاری کا یہ رسالہ حنفیہ کے خلاف نہیں لکھا گیا ہے اور نہ غیر مقلدین کی موافقت میں بلکہ امام بخاری کا قلم ان گمراہ فرقوں یا اشخاص کے خلاف اٹھا ہے جو نماز میں رفع یدین کو بدعت کہتے تھے اس دعویٰ کا ثبوت خود امام بخاری کے اس رسالہ میں ہے۔ قال البخاری مَن زَعَمَ اَنَّ رفع الایدی بدعۃٌ فَقَدْ طَعَنَ فی اصحاب النبی والسلف ومَن بَعْدَھم امام بخاری نے فرمایا جو یہ دعویٰ کرے کہ رفع یدین بدعت ہے تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ان کے بعد کے سلف کے بارے میں زبان طعن دراز کی ہے۔

تبصرہ: امام بخاری کی یہ عبارت چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ یہ رسالہ ان کے خلاف ہے جو مطلقاً رفع یدین کو بدعت قرار دیتے ہیں، اور یہ بات کسی مستند و معتبر حنفی امام وفقیہ کے بارے میں نہیں ثابت کی جاسکتی کہ معاذ اللہ رفع یدین کو وہ بدعت قرار دیتا ہو امام بخاری کا یہ رسالہ حنفیہ کے خلاف نہیں ہے۔

ہمارا یہ دعویٰ کہ امام بخاری مطلق رفع یدین کی مسنونیت کے قائل ہیں اور اپنے اس رسالہ میں یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں جس کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

(۱) اس رسالہ میں پہلی روایت حضرت علیؓ کی ہے اس میں چار جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔

عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ إذا کَبَّر للصلوۃ حذو منکبیہ وإذا اراد ان یَّرکع وإذا رفَعَ راسہ من الرکوع وإذا قامَ من الرکعتین فَعلَ مثل ذالک. (جزء رفع یدین ص ۲۴۱)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھاتے تھے جب نماز کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور اس سے سر کو اُٹھاتے تو رفع یدین کرتے اسی طرح تیسری رکعت کے وقت۔

(۲) اس رسالہ کی دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عمر کی ہے اس میں صرف دو جگہ رفع یدین کا ذکر ہے یعنی تکبیر افتتاح کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

عن سالم بن عبداللّٰہ عن ابیه قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یرفعُ یدیهِ إذا کبَّر وإذا رفع راسه من الرکوع ولا یفعل ذلک بین السجدتین. (جزء رفع یدین ۲۵۴)

ترجمہ: سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور سجدوں کے درمیان نہیں کرتے تھے۔

(۳) تیسری حدیث حضرت ابو حمید ساعدی کی ہے جس میں چار جگہ رفع یدین کا ذکر ہے (جزء رفع الیدین للبخاری مترجم ص ۲۵۷)

(۴) چوتھی حدیث بھی انہی کی ہے اور اسی طرح کی ہے (ص ۲۵۸)

(۵) پانچویں حدیث بھی انہیں کی ہے اس میں صرف دو جگہ رفع یدین کا ذکر ہے (ابتداء کے وقت اور رکوع میں جاتے وقت) (جزء رفع الیدین ص ۲۶۰)

عن عباس بن سهل قال اجتمع ابو حمیدٍ وابو سهلٍ وسهل بن سعدٍ ومحمد بن مسلمة فذکروا صلوۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال ابو حمید انا اَعْلَمُ بصلوۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قام فکبر فَرفعَ یدیه ثم رفع یدیه حین کبَّرَ للرّکوع (ص ۲۶۰)

ترجمہ: عباس بن سہل سے روایت ہے کہ مذکور چاروں حضرات ایک جگہ جمع ہوئے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا ابو حمید نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے زیادہ جانتا ہوں وہ کھڑے ہوئے تکبیر کہی رفع یدین کیا پھر جب رکوع کے لئے تکبیر کہی تو رفع یدین کیا۔

تبصرہ: متعدد صحابہ کرام کی موجودگی میں وہ صحابی نماز پڑھا رہے ہیں جن کو یہ دعویٰ تھا کہ اس مجلس کے موجودہ صحابہ کرام میں وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں انھوں نے صرف دو جگہ رفع یدین کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ کھینچا اور موجود صحابہ کرام میں سے کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا کہ تمہاری نماز خلاف سنت ہے۔

(۶) چھٹی روایت رفع یدین کے ذکر سے مطلق خاموش ہے (ص ۲۶۰)

(۷) ساتویں روایت مالک بن حویرث کی ہے. جس میں صرف تین جگہ رفع یدین کا ذکر ہے، ابتداء کے وقت رکوع میں جاتے وقت اس سے اُٹھتے وقت۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ و جزء رفع الیدین للبخاری ص ۲۶۲)

(۸) آٹھویں روایت حضرت انسؓ کی ہے. جس میں صرف ایک مرتبہ رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔ (۲۶۳)

عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يَرْفَعُ يديه عند الركوع (ص ۲۶۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

(۹) نویں روایت حضرت علیؓ کی ہے جس میں چار جگہ رفع یدین کا ذکر ہے چوتھی جگہ دونوں سجدوں سے کھڑے ہوتے وقت کی ہے۔

عن على بن ابى طالب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا قام إلى الصلوة المكتوبة كبَّر ورَفَعَ يديه حَذْ وَمَنكِبَيْهِ واذا اراد ان يركع ويضعه إذا رفع راسه من الركوع ولا يرفع يديه فى شئ من صلوته وهو قاعدٌ وإذا قام من السجدتين رفع يديه كذلك وكَبَّر

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک اُٹھاتے تھے اور جب ارادہ کرتے رکوع کا تو بھی کرتے تھے اور جب سر اُٹھاتے تھے اور بیٹھنے کی حالت میں کہیں بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے اور جب دو سجدوں کے بعد کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے اسی طرح اور تکبیر کہے۔ (ص ۲۶۴)

(۱۰) دسویں حدیث حضرت وائل بن حجر کی کی ہے. جس میں تین جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ص ۲۶۵)

(۱۱) گیارہویں حدیث حضرت عبداللہ بن عمر کی ہے اس میں بھی تین جگہ رفع یدین کا ذکر ہے (ص ۲۶۷)

(۱۲) بارہویں حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمر کی ہے اس میں سجدے سے سر اُٹھاتے وقت اور سجدے سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ص ۲۷۰)

(۱۳) عن العلاء انه سمع سالم بن عبداللہ انّ اباه كان إذا رفع راسه من السُّجودِ وإذا اراد ان يقوم رفع يَدَيْهِ. (ص ۲۷۲)

تیرہویں حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمر کی ہے۔ جس میں چار جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ص ۲۷۲)

(۱۴) چودھویں حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمر کی ہے۔ جس میں اس کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب کسی کو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے نہ دیکھتے تو اس کو کنکریاں مارتے اس میں صرف دو جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ (۲۷۲)

(۱۵) پندرہویں روایت بھی حضرت عبداللہ ابن عمر سے ہے۔ جس میں صرف دو جگہ رفع یدین کا ذکر ہے نماز کی ابتداء میں اور رکوع میں جاتے وقت۔

عن عطاء قال رايتُ ابن عباس وابن الزبير وأبا سعيدٍ وجابراً كانوا يرفعُونَ أيْدِيهِمُ إذا إفتتحوا الصلوة وإذا ركعوا (ص ۲۷۸)

(۱۶) سولہویں حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے اس میں تین جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ص: ۲۷۸)

(۱۷) سترہویں حدیث حضرت انسؓ کی ہے وہ بھی اسی طرح کی ہے۔ (ص ۲۷۹)

(۱۸) اٹھارہویں حدیث حضرت ابن عباسؓ کی ہے اس میں صرف دو جگہ رفع یدین کا ذکر ہے ابتداء کے وقت رکوع سے سر اُٹھاتے وقت۔ (حوالہ بالا)

(۱۹) انیسویں حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے وہ بھی اسی طرح کی ہے۔ (۲۸۰)

(۲۰) بیسویں حدیث حضرت وائلؓ کی ہے اس میں صرف ایک جگہ یعنی رکوع سے پہلے رفع یدین کا ذکر ہے۔ (حوالہ بالا)

(۲۱) اکیسویں حدیث ام الدرداءؓ کی جس میں جگہ کی تعیین کے بغیر مطلق رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ص ۲۸۱)

(۲۲) بائیسویں حدیث بھی انہیں کی ہے۔ جس میں تین جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ص ۲۸۲)

(۲۳) تیئسویں حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ہے اس میں حالت رکوع میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ص۲۸۳)

عن محارب بن دِثَارٍ رأیتُ ابن عمرؓ رَفَعَ یَدَیْہِ فی الرکوع. فقلت له ما ذالک فقال کان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم إذا قام من الرکعتین کبّر ورفع یدیه (جزء رفع الیدین ص ۲۸۳)

(۲۴) چوبیسویں حدیث حضرت وائل بن حجرؓ کی ہے اس میں دوجگہ رفع یدین کا ذکر ہے یعنی ابتداء کے وقت اور رکوع میں جاتے وقت۔

(۲۵) امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

عن علقمة قال قال ابن مسعودٍ ألا أُصلی لکم صلوۃَ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فَصَلّٰی فلم یَرْفَع یدیه إلا مرّة. (ص ۲۹۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود کی بعض روایت میں فلم یرفع یدیه إلا مرّة کے بعد لم یعد کا لفظ بھی ہے، امام بخاری کو اس لفظ پر کلام ہے مگر إلا مــرّة تک کی روایت پر ان کا کوئی کلام نہیں اس روایت سے صرف ایک مرتبہ ابتدائے صلوۃ کے وقت رفع یدین کا ثبوت ہے۔

(۲۶) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے جس میں پانچ جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔

عن ابن عمرَ کان یکبّرُ یَدَیْہِ حین یَسْتَفْتِحُ وحین یرکعُ وحین یقولُ سمع اللّٰہ لمن حمده وحین یرفعُ راسه من الرکوع وحین یسْتَوی قائماً. (جزء رفع الیدین ۳۰۴)

(۲۷) حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں صرف دوجگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ (ص۳۰۶)

(۲۸) حضرت عبداللہ بن عمر دوسجدوں سے اُٹھتے تو رفع یدین کرتے۔

عن نافع ان عبداللّٰہ کان إذا اسْتَقْبَلَ الصلوۃ یرفعُ یدیْہِ وإذا رکعَ وإذا رفعَ راسه من الرکوع وإذ اقامَ من السجدتین کَبَّر ورَفَعَ یَدَیْہِ. (جزء رفع یدین ۳۱۵)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ کو اٹھاتے تھے اور جب رکوع کرتے اور اس سے سر اٹھاتے اور جب سجدے سے اُٹھتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے۔

(۲۹) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف دوجگہ رفع کرتے تھے۔ (جزء رفع یدین ۳۱۵)

(۳۰) حضرت مالک بن الحویرث کی اس روایت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف دوجگہ رفع یدین کا مذکور ہے۔ (جزء رفع یدین ۳۱۶)

(۳۱) حضرت طاؤس حضرت عبداللہ بن عباس کا عمل نقل کرتے ہیں جس میں صرف دوجگہ رفع یدین کا ذکر ہے، نماز شروع کرتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت۔

عن طاؤس ان ابن عباس کان إذا قام إلیٰ الصلوة رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یحاذِیَ اُذُنَیْه وإذا رفع راسه من الرکوع فَعَلَ مثل ذالک. (جزء رفع یدین ۳۱۸)

(۳۲) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں بھی صرف دوجگہ کا ذکر ہے ابتداء کے وقت اور رکوع کے وقت۔ (جزء رفع یدین ۳۱۸)

(۳۳) حضرت عبداللہ بن عمر کا عمل یہ بھی تھا کہ صرف دوجگہ رفع یدین کرتے تھے۔

عن نافع عن عبداللّٰه بن عمر کان إذا افتَتَحَ الصلوة رَفَعَ یدیه حَذْ ومنکبَیْه وإذا رفع راسه من الرکوع. (جزء رفع یدین ۳۱۹)

(۳۴) امام بخاری فرماتے ہیں: وکیع بن ربیع کی روایت کے سلسلے میں کہ اس (وکیع) نے حسن، مجاہد، عطا، طاؤس، قیس بن سعد اور حسن بن مسلم کو دیکھا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ (جزء رفع یدین ۳۲۴)

توضیح: یہ تمام حضرات تابعی ہیں اور ان کا یہ عمل تھا کہ یہ سجدہ کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے امام بخاریؒ عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول نقل کرتے ہیں کہ رکوع اور سجدہ میں رفع یدین کرنا سنت ہے۔

(۳۵) امام بخاری عمر بن یونس سے نقل کرتے ہیں کہ عکرمہ بن عمار نے بیان کیا کہ میں نے القاسم، طاؤس، مکحول، عبداللہ بن دینار اور سالم کو دیکھا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی رفع یدین کرتا تھا رکوع اور سجدہ کے وقت۔ (جزء رفع یدین ۳۲۴)

(۳۶) وکیع نے اعمش سے انھوں نے ابراہیم سے روایت کی ہے ابراہیم کے پاس وائل بن حجر کی حدیث کا ذکر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (ص ۳۲۵)

(۳۷) حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں میں مدینہ آیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں پس آپ نے نماز شروع کی تکبیر کہی اور رفع یدین کیا پھر جب اپنے سر کو اٹھایا رفع یدین کیا (صرف دوجگہ) (۳۲۶)

(۳۸) حکم بن عتیبہ نے بیان کیا میں نے طاؤس کو دیکھا ہے کہ وہ رفع یدین کرتے تکبیر کے وقت اور جب اپنا سر رکوع سے اُٹھاتے تھے (یہاں بھی صرف دوجگہ کا ذکر ہے) (۳۲۹)

(۳۹) وکیع حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع اور سجدہ کرتے تھے (اس میں سجدہ کے وقت بھی رفع کا ذکر ہے) (۳۳۴)

(۴۰) حضرت انسؓ کی درج ذیل روایت میں دونوں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کا ذکر ہے۔ عن یحیی بن ابی اسحق قال رأیتُ انس بن مالکٍ یَرْفَعُ یَدَیہِ بَیْنَ السَّجْدَتَیْن.

(۴۱) عن مجاهد قال ما رأیتُ ابن عمرؓ یَرْفَعُ یَدَیْهِ إلاّ فی التکبیرة الاُولیٰ کہ حضرت ابن عمر صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

خلاصۂ کلام: امام بخاریؒ کا رسالہ "جزء رفع یدین" سے یہ چالیس حدیثیں نقل کی گئی ہیں جو صاحب ان میں غور کریں گے تو اسے ماننا پڑے گا کہ امام بخاری کا مذہب رفع یدین کے بارے میں غیر مقلدوں والا نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک مطلقاً رفع یدین مسنون ہے اور نماز کے متعدد مواقع پر رفع یدین کرنا ثابت ہے، اس کو واضح ثابت کیا ہے۔

یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ امام بخاری نے یہ رسالہ مذہب حنفی کے خلاف تحریر نہیں کیا ہے بلکہ ان کے پیش نظر وہ لوگ ہیں جو مطلقاً رفع یدین کے منکر ہیں ابتداء صلوۃ کے علاوہ۔

دوسرے مواضع پر رفع یدین کرنے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ امام بخاری نے انہیں لوگوں کی غلطی واضح کرنے کے لئے اس رسالہ کی تالیف فرمائی ہے۔

مگر غیر مقلدین زمانہ اس رسالہ کو حنفیہ کے خلاف امام بخاری کی کاوش قرار دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ کو ترجمہ کے ساتھ شائع کرتے ہیں اور پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ دیکھو امام بخاری جیسے محدث نے حنفیہ کے خلاف مسئلہ رفع یدین میں ایک رسالہ تصنیف کردیا۔

امام بخاری کا یہ رسالہ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں کوئی گروہ ایسا رہا ہے جس کا مذہب یہی تھا کہ ہاتھ کا اُٹھانا نماز وغیر نماز میں بدعت ہے یعنی اس کے نزدیک رفع یدین

کے ساتھ کسی عبادت کا ثبوت تھا ہی نہیں نہ نماز میں نہ استقاء میں نہ تکبیرات عیدین میں نہ نماز جنازہ میں نہ دعا کے وقت اور جوان جگہوں پر رفع یدین کرتا اس کو یہ فرقہ بدعتی قرار دیتا۔

اس لئے یہ رسالہ لکھا ہے

امام بخاری نے اسی فرقہ کے خلاف نعرہ بزن بولا ہے اور یہ رسالہ تصنیف کر کے ثابت کر دیا کہ عبادت میں رفع یدین کا ثبوت ہے اور اس کو جو بدعت کہتا ہے وہ خود گمراہ ہے، امام بخاری نے اسی وجہ سے نماز میں رفع یدین کرنے کو متعدد جگہوں پر بطور خاص ثابت کرنے کے بعد ان احادیث کو بھی ذکر کیا جس سے نماز کے علاوہ رفع یدین کا ثبوت ہوتا ہے۔ مثلا امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز استقاء میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ کان یرفعُ یَدَیْہِ فی الاِستسقاء (ص ۳۴۰) اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آنحضورؐ دعاء میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت عائشہ کی روایت ہے انھا رأتِ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَدْعُوْا رافعاً یَدَیْہِ حضرت عائشہ نے دیکھا کہ حضورؐ اپنے دو ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ دوس کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کی استقبل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم القِبلَۃَ وتھیأ ورَفَعَ یدیہ وقال اللّٰھُمَّ إھدِ دَوْسًا وائتِ بِھِم، (ص ۳۴۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو لے آ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بقیع کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی فَوَقَفَ فی اَدْنی البَقِیعِ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ (ص ۳۴۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کے قریب کھڑے ہوئے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ جب مکہ میں محصور ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ عن عائشۃ قالت رأیتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رافعاً یَدَیْہ حتّی بَدَا ضَبعَیْہِ یَدْعُوْ فردّ عثمانؓ (ص ۳۴۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دعا کے لیے اپنے ہاتھ کو اٹھائے ہوئے تھے حتی کہ آپ کے بازو ننگے ہو گئے پس عثمانؓ لوٹ آئے۔ (جزء رفع یدین للبخاری مترجم مولانا امین صاحب اوکاڑوی ص ۳۴۳)

ولید کی بیوی نے آنحضورؐ سے شکایت کی کہ اس کا شوہر اس کو مارتا ہے تو آپ نے اس کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال اللھم علیک بالولید (ص ۳۴۴)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھایا اور فرمایا اے اللہ ولید کو پکڑ لے۔

خلاصہ: امام بخاری کے کلام سے واضح ہے کہ ان کا یہ رسالہ اس گمراہ فرقے کے رد میں ہے جو نماز یا دعا یا عبادت یا کسی اور موقع پر ہاتھ اٹھانے کو بدعت قرار دیتا ہے، نہ کہ معاذ اللہ حضرات احناف اور مذہب حنفی کے خلاف ان کا یہ رسالہ ہے۔ (ملخصا ارمغان حق ج سوم ص ۱۳۶ تا ۱۵۱ تالیف مولانا ابوبکر غازی پوریؒ نیز اس تلخیص میں اصل کتاب یعنی جزء رفع یدین سے حوالہ دیا گیا ہے ص ۳۳۹ تا ۳۴۴)

والحمد للہ اولا و آخرا

محمد ذکی اللہ ابن مولانا محی الدین مفتاحی
متعلم شعبہ تحفظ سنت دار العلوم دیوبند
8881439824